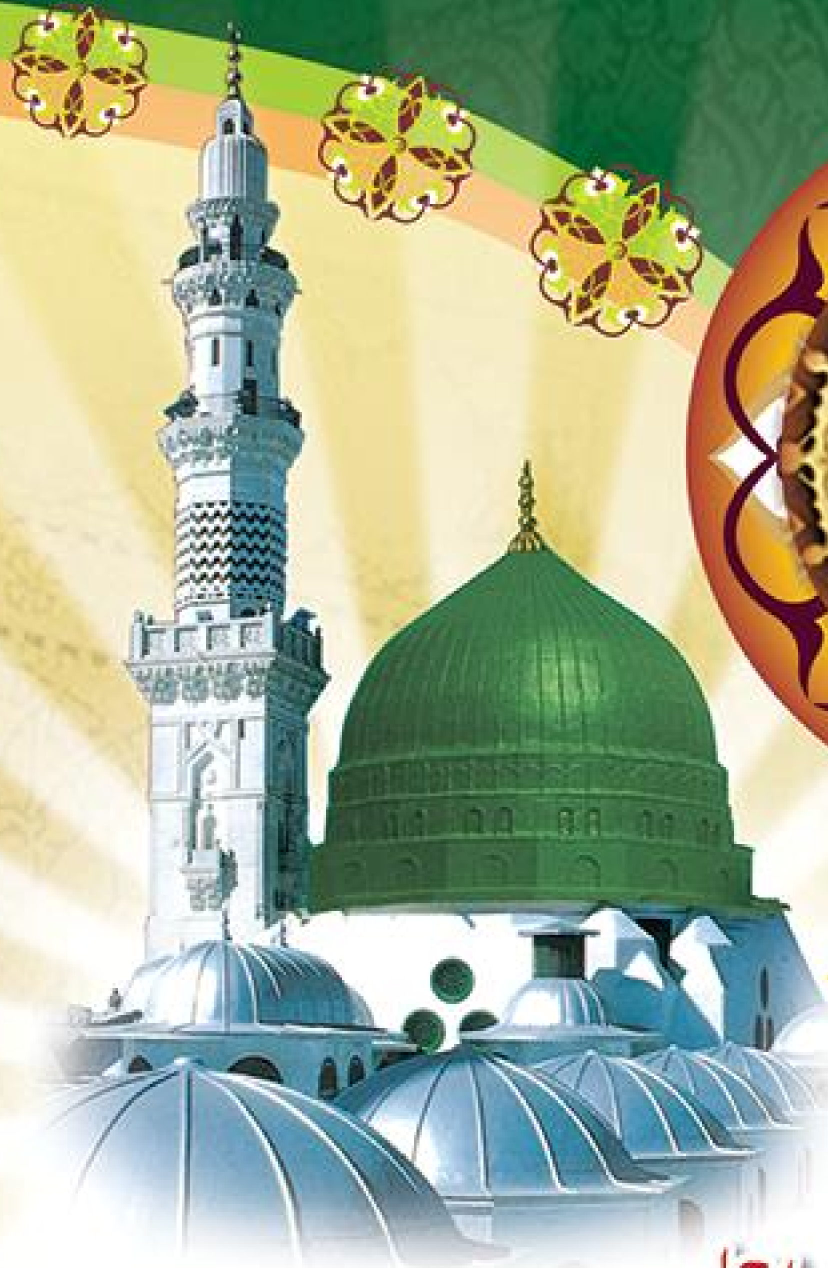
حقیقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم





تصنیف وتالیف



سلطان العاشقین

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمن

مدظلہ الاقدس

حقیقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تصنیف وتالیف

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمن مدظلہ الاقدس

سلطان الفقر

نام کتاب حقیقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ناشر سُلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

بارِاوّل دسمبر 2012ء

بارِدوم مئی 2019ء

تعداد 500

ISBN: 978-969-9795-86-2



سُلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سُلطان الفقر ہاؤس

4-5/A ۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: (0092) 42 35436600, (0092) 322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.tehreekdawatefaqr.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

یہ عاجز و آثم

بصد عجز و نیاز و بکمالِ محبت و عقیدت

کتاب ''حقیقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کو

باعثِ تخلیقِ کائنات' رحمتہ العالمین'

محبوبِ ربّ العالمین' خاتم النبیین' منبع جود و سخا

فخرِ موجودات' فقر کے مختارِ کُل اور اپنے آقا و مولیٰ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی بارگاہِ رحمت میں پیش کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ رحمت سے امیدِ کامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس عاجز کی اس کاوش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول اور منظور فرمائیں گے اور یہ کتاب اس غلام کے لیے وسیلہ شفاعت ہو گی۔

فہرس

باب اوّل

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لفظ میلاد ''ولادت'' سے ہے اور عید سے مراد خوشی ہے اور عید میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مراد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا ہے۔ کچھ لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں اس بنا پر کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں منائی گئی۔ اس طرح بہت سی ایسی چیزیں اور علوم ہیں جو کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود نہیں تھیں بعد میں اجماع سے عمل میں آئیں لیکن ہم اس کتاب میں یہ ثابت کر دیں گے کہ ولادتِ نبوی ﷺ کی خوشی نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منائی بلکہ دورِ نبوت، صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی منائی گئی۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اُس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت پر عید کیوں نہ منائیں جن کی بدولت ہمیں دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور راہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم نصیب ہوئی۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ موجودہ دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجاز (مکہ مدینہ) اور تمام عرب میں نہیں منائی جاتی، ان کے علم کے لئے عرض ہے کہ اسلام چودہ سو سال قبل آیا اور موجودہ دور جس کا تذکرہ یہ لوگ کرتے ہیں، دوسری جنگِ عظیم کے بعد اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد 70 یا 80 سال قبل شروع ہوا۔ خلافتِ عثمانیہ تک نہ صرف مکہ اور مدینہ بلکہ سارے عالمِ اسلام میں عید میلاد النبی ﷺ بڑی عقیدت واحترام سے منائی جاتی رہی ہے۔ یہ کوئی خود ساختہ اور گھڑا

ہوا افسانہ نہیں ہے بلکہ حقائق کے ساتھ تاریخ کے صفحات پر موجود ہے۔ اس کتاب کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ حق کو پیش کرنا ہے کیونکہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: ’’جو حق بات کہنے سے ڈراوہ گونگا شیطان ہے۔‘‘ قرآن وحدیث‘ اکابرینِ حق کے اقوال سے اور تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ خلافتِ عثمانیہ تک عالمِ عرب میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑی شان وشوکت سے منائی جاتی رہی ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے ہی دنیا کو دولتِ ایمان اور ہدایت ورحمت نصیب ہوئی دنیا وآخرت کی تمام نعمتیں ورحمتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی وجہ سے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور مومنین کے لئے انعام واحسان فرمایا ہے۔

عالمِ ارواح میں میلادِ پاک

میلاد کا سب سے پہلا اجتماع عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے خود منعقد فرمایا اس اجتماع میں حاضرین وسامعین تمام انبیا علیہم السلام تھے۔ اس محفل کے انعقاد کا مقصد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت‘ فضائل اور شمائل کا بیان ہی تھا۔ اس محفل میں تمام انبیا کرام علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا اور اس عہد پر انبیا کرام علیہم السلام کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بھی گواہ بنی۔ قرآن کریم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اور عظمت کے بیان کے لیے منعقد کی گئی اس محفل کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (آلِ عمران۔81)

ترجمہ: اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! وہ وقت یاد کریں جب اللہ نے انبیا سے پختہ عہد لیا کہ جب میں

تمہیں کتاب اور حکمت عطا کردوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف لائے جو اِن کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور اِن پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور اِن کی مدد کرو گے۔ فرمایا! کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب (انبیا) نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

گویا ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے محفل کا انعقاد سنتِ الٰہیہ ہے اور سب سے پہلی محفل خود اللہ پاک نے منعقد فرمائی۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

❁ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط (النحل۔18)

”ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکو گے۔“

مگر کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا سوائے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک ذات کی نعمت کے۔“

❁ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (آل عمران۔164)

ترجمہ: یقیناً اللہ پاک نے انہی میں سے اپنا رسول بھیج کر مومنین پر احسان کیا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شکر ہم مسلمانوں پر لازم نہیں ہے؟ یقیناً لازم ہے بلکہ اس عظیم نعمت کا ذکر وشکر، حکمِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ۔11)

ترجمہ: اور اپنے ربّ کی دی ہوئی نعمت کا تذکرہ کرو۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر اس کی حمد وثناء کریں اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات وکمالات سے آگاہ ہوں اور جیسے جیسے لوگ آپ کے درجات وکمالات سے آگاہ ہوں گے آپ ﷺ کے عشق کی آگ دل میں روشن ہوگی۔

انبیا کرام کے میلاد پر اللہ تعالیٰ کا سلام

اللہ تعالیٰ نے خود انبیا کرام علیہم السلام کے یومِ ولادت پر سلام بھیج کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ترغیب دی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کے حوالے سے سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

❁ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ (سورہ مریم۔15)

ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) ان (حضرت یحییٰ علیہ السلام) پر سلام ہو اُن کے میلاد کے دن۔

یہی الفاظ اور سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔

❁ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ (سورہ مریم۔33)

ترجمہ: مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن۔

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ پر جشنِ میلاد

اللہ تعالیٰ نے خود ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر بزمِ کائنات میں جشن کا سماں پیدا فرمایا تاکہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی اور جشن سنتِ الٰہیہ قرار پا جائے۔ مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

1- ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے وقت ستاروں کو نیچے اتار کر دنیا میں چراغاں کیا گیا۔

2- مشرق و مغرب تک پوری زمین بقعۂ نور بنا دی گئی حتیٰ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے شام کے محلات تک دیکھ لیے۔

3- آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول کر عالمِ بالا کو خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔

4- مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر پرچم لہرا دیئے گئے۔

5- ستر ہزار حورانِ بہشت کو استقبال کے لئے فضا میں نیچے اتارا گیا اور ان میں سے کئی

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر مامور کی گئیں۔

6- ہزار ہا فرشتوں کو بھی استقبال پر مامور کر دیا گیا۔

7- جنتی پرندے بھی استقبال کیلئے نیچے اتار دیئے گئے۔

8- وقتِ ولادت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکبادی کا جنتی مشروب پلایا گیا۔

9- شبِ ولادت قریشِ مکہ کے سب جانوروں کو بھی میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کے اظہار کے لئے زبان دے دی گئی۔

10- شبِ ولادت تمام ملائکہ امرِالٰہی سے نیچے اتر کر ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔

11- یومِ میلاد سورج کو بھی غیر معمولی نور سے نوازا گیا۔

12- وقتِ ولادت پہاڑوں' دریاؤں اور سمندروں نے بھی اپنے اپنے حال میں خوشیاں منائیں، پہاڑوں کی چوٹیاں معمول سے زیادہ بلند ہوگئیں، دریاؤں اور سمندروں کی سطح تموج کے ساتھ خاصی اونچی ہوگئی اور سمندری مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

13- ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں باری تعالیٰ نے سال بھر عرب کی عورتوں کو بیٹے عطا فرمائے تاکہ اس سال جاہلیتِ عرب کے ظالمانہ دستور کے مطابق کوئی بیٹی ناحق قتل نہ ہو۔

14- میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں عرب کے درخت پھلوں سے لاد دیئے گئے، سوکھے ہوئے کھیت ہرے بھرے ہوگئے اور قحط کو ہریالی وشادابی سے بدل دیا گیا۔

15- شبِ میلاد آسمانوں پر زبرجد اور یاقوت کے مینار بنا کر روشن کئے گئے جو شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات سے روشن ہیں۔

16- شبِ میلاد جنت میں نہرِ کوثر کے کناروں پر ستر ہزار عطر بیز درخت اگائے گئے اور انہیں پھلوں سے لادا گیا۔

احادیثِ مبارکہ میں تذکرۂ میلاد

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھ کر مختلف انبیا کرام علیہم السلام کے درجات وکمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا وہ کلیم اللہ تھے تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ روح اللہ تھے ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کہا۔ اتنے میں حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا وہ سب درست ہے اور میرے بارے میں سن لو!

ترجمہ: میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

غور کیا آپ نے؟ یہ محفلِ میلاد نہیں تو اور کیا ہے اگر ایسی محافل جائز نہ ہوتیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمادیتے۔ محافلِ میلاد کی دوسری اصل، حدیث رسول میں موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا ایمان کی علامت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں پر پھیل گئے سب لوگ نعرے لگا رہے تھے یا محمد رسول اللہ، یا محمد رسول اللہ (مسلم 419/2) قبیلہ بنونجار کی بچیاں دف بجا کر نعت پڑھ رہی تھیں (طلع البدرُ علینا من ثنیات الوداع) ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا وداع کی گھاٹیوں کی طرف سے۔ ہم پر اس نعمت کا شکر منانا واجب ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

ایک اور روایت صحیح بخاری شریف میں منقول ہے کہ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری ابولہب کو سنائی تو اس نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے لونڈی سے کہا "جاؤ آج سے تم آزاد ہو"۔ پھر جب وہ حالتِ کفر میں مر گیا تو ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب میں آیا اور کہنے لگا کہ تم سے جدا ہو کر میں سخت عذاب سے دوچار ہوں

بس سوموار کے دن اس انگلی سے سیراب کیا جاتا ہوں (جس کے اشارے سے لونڈی کو آزاد کیا تھا)۔ تمام شارحینِ حدیث کا اتفاق ہے کہ اگر ابولہب جیسا کافر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھتیجا سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد کی خوشی منائے تو اسے بھی سیراب کیا جائے، تو اس اُمتی کی کیا شان ہوگی جو آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا حبیب ﷺ سمجھ کر میلاد مناتا ہے۔

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے استفسار پر فرمایا اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

معلوم ہوا میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور نزولِ قرآن کی مسرت خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہے۔ پھر کتنی ہی محافل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں نعت خوانی ہوئی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زہیر، حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے آپ کے مناقب و فضائل آپ ﷺ کی صدارت میں بیان فرمائے۔ آپ ﷺ کے دشمنوں کی تردید کی اور آپ ﷺ نے ان تمام کو انعامات سے سرفراز فرمایا۔ کیا یہ محافلِ میلاد نہیں تھیں؟ اگر یہ محافلِ میلاد نہیں ہیں تو پھر اور کونسی محفلِ میلاد ہوتی ہے؟

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بے شک میرے پاس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اپنے میلاد کا ذکر کرتے رہے۔ (مجمع الزوائد۔ طبرانی، کبیر)

امام ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو یہ روایت میلاد کی حقانیت پر کتنی صریح ہے۔

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، میں اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں کہ دیگر انبیا کی طرح میری والدہ نے میری ولادت پر ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات

دکھائی دیئے۔ (مسند احمد، مستدرک، دلائل النبوۃ)

❁ فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں جو انہیں میری پیدائش کے وقت دکھائی دیا ان کے جسم اطہر سے نور نکلا جس کی نورانیت سے بُصریٰ کے درو دیوار روشن ہو گئے۔ (المستدرک، سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد)

ان دو احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ پر اللہ تعالیٰ نے نور سے سارے جہان کو روشن کر دیا اگر کوئی اُمتی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے دن چراغاں کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر عمل کرتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی محفلِ میلاد

❁ طبرانی، کبیر اور مسند احمد میں حدیث موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جم غفیر موجود تھا آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو اس طرح اکٹھے دیکھا تو فرمایا ما اجلسکم یہ جلسہ کس لئے ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جلسنا تذکر اللہ و نحمدہ علی ھذانا لدینہ و من علینا بك ''ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد کے لئے بیٹھے ہیں کیونکہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا'' آپ ﷺ نے فرمایا: ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر ملائکہ میں خوشی کا اظہار فرما رہا ہے۔ (طبرانی، مسند احمد)

کیا یہ حدیث میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے اصل نہیں کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا۔

❁ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل احادیث میں آپ ﷺ کا یہ عمل ہے کہ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کیے بعض لوگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو

عقیقہ قرار دیا تھا لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا آپ ﷺ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی منائی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ ﷺ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ''آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔ فرمایا! ''میں عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اللہ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کئے ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے اور مجھے ان میں بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں''۔ (مشکوۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود محفلِ میلاد منعقد فرمائی جس میں اپنا حسب ونسب بیان فرمایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ محفلِ میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس محفل میں ان لوگوں کا رد کیا جائے جو آپ کی بدگوئی کریں اور آپ ﷺ سے باطنی اور ظاہری بغض رکھتے ہوں۔

عید میلاد النبی ﷺ کا اصل طریق

عید میلاد النبی کے مسئلہ پر دو گروہ بن چکے ہیں۔ پہلا گروہ تو وہ ہے جو عید میلاد النبی کا سرے سے ہی منکر ہے اور اسے شرک اور بدعت قرار دیتا ہے اور دوسرا گروہ عید میلاد النبی مناتے ہوئے شریعت کی حد پھلانگ جاتا ہے اور بہت سی غیر شرعی حرکات کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

ہمارے خیال میں ان دونوں گروہوں کا رویہ درست نہیں ہے اور ایک دوسرے کی ضد اور تعصب پر

مبنی ہے۔

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا جشنِ عید میلاد سے مراد فقط یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر پاک کے لئے شریعتِ مطہرہ کے اندر رہتے ہوئے اجتماع منعقد کرنا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کے روشن پہلوؤں کا ذکر کرنا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات اور درجات کا بیان' حقیقتِ محمدیہ کا بیان، آپ ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ' خوشی میں جلوس نکالنا' لوگوں کو شریعت مطہرہ سے آگاہ کرنا' اور آپ ﷺ کی شان میں نعت خوانی کرنا اور لوگوں کو حسبِ استطاعت کھانا کھلانا۔

............☆☆☆............

باب دوم

نبی اکرم ﷺ کی ولادت سے ایک ہزار قبل جشنِ عید میلاد النبی؟

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے گھر کے سامنے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کیوں رکی؟ آیئے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کی اس فضیلت کی تاریخی وجوہ بیان کرتے ہیں۔

یہ یثرب کے کوچہ وبازار کا منظر ہے۔ عجیب دلکش سماں ہے ہزاروں افراد پر مشتمل ایک قافلۂ عاشقاں رواں دواں ہے۔ ہر شخص نہایت احترام اور عقیدت کے ساتھ سر جھکائے چل رہا ہے۔ لوگ یثرب کے درو دیوار سے دیوانہ وار لپٹ رہے ہیں اور ان کے ساتھ لگتے ہی بے اختیار انہیں چومنے لگتے ہیں۔ کچھ افراد کی آنکھیں اشکبار ہیں اور بعض کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں دواں ہے۔ ان سب کے آگے ایک شخص دیوانہ وار چل رہا ہے۔ وہ کبھی یثرب کی گلیوں اور کبھی مکانوں کی دیواروں کو بے اختیار چومنے لگ جاتا ہے اور کبھی انہیں حسرت سے تکنے لگتا ہے۔ یہ شخص کوئی معمولی آدمی نہیں، شاہانہ لباس میں ملبوس ہے اور اپنے اطوار سے اس قافلۂ عشاق کا قائد نظر آتا ہے لیکن آج وہ شاہانہ جاہ وجلال طمطراق اور شان وشوکت کی بجائے عجز وانکساری کا پیکر اور والہانہ جذبات کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔ وہ عجب وارفتگی اور شیفتگی کے عالم میں کچھ کہہ رہا ہے۔ اس کی آواز اور لہجے میں نہایت دردمندی اور سوز وگداز موجود ہے۔ وہ نہایت احترام اور بے پناہ عقیدت کے ساتھ گویا ہے۔ اس کے ہر لفظ سے درد وسوز اور آرزومندی کی بے پایاں خوشبو

آ رہی ہے، وہ کہہ رہا ہے:

”یثرب کی گلیو! گواہ رہنا کہ تبع الحمیری تمہارے آقا کا سچا غلام ہے۔ یثرب کے بازارو اور اس کے مکانات کی پاکیزہ دیوارو! شاہد رہنا اور یاد رکھنا کہ میں تمہارے مولیٰ کا نہایت ادنیٰ عقیدت منداور نام لیوا ہوں۔ اے مقدس اور محترم دروازو! محتشم اور مکرم دیوارو! میں تمہیں بوسے دیتا ہوں۔ تمہاری گلیوں کی خاک کو چوم رہا ہوں بلکہ اس خاکِ پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔“

”اے ارضِ یثرب! یہ آسمان صرف اس لیے سربلند و سرفراز ہے کہ اس نے تیرے شہر کی چھت کو بوسہ دیا ہے۔ یہ خاک اس لیے ارجمند ہے کہ یہ میرے آقا و مولا کی ہجرت گاہ بننے والی ہے۔ ہاں یہ وہ مقام ہے جہاں آفتابِ سعادت طلوع ہونے والا ہے اور جس کی آمد سے دنیا بھر کی ظلمتیں چھٹ جائیں گی۔ ہر طرف نور ہی نور ہوگا اور ساری کائنات ارضی سعادتوں اور برکتوں سے معمور ہو جائے گی۔ اے ارضِ اقدس! یہاں بدرِ منیر طلوع ہوگا جس کی چاندنی سے ساری فضا پُرنور ہو جائے گی اور دلوں کے اندھیرے کافور ہو جائیں گے۔“

یہ شخص اسی وارفتگی اور دل بستگی کے ساتھ یثرب کی تمام گلیوں اور بازاروں کا گشت کرتا ہے اور تعظیم بجا لاتا ہے۔ وہ یوں چل رہا ہے گویا کسی مقدس شے کا طواف کر رہا ہے۔ وہ عربی کے دل آویز اشعار پڑھتا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ کسی ان دیکھے اور نامعلوم محبوب کی شان میں رطب اللسان ہے وہ کہتا ہے:

شھدت علی احمد انه
رسول من الله باری النسم
فلو مد عمری الی عمره
لکنت وزیراً له و ابن عم
وجاھدت بالسیف اعدا

و فرجت علی صدرہ کل غم

1. میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ کے رسولِ برحق ہیں۔
2. اگر میری عمر اُن تک پہنچی تو میں ضرور ان کا اور ان کے چچا کے بیٹے کا معین ومددگار رہوں گا۔
3. اور میں تلوار لیکر ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم دور کردوں گا۔

تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ یثرب کے کوچہ و بازار میں وارفتگی کے عالم میں یہ شعر پڑھنے والا اور لباسِ شاہانہ میں ملبوس تبع الحمیری ہے جس کا اصل نام حمیر بن وردح ہے اور تاریخ میں وہ ملک تبع کے نام سے مشہور ہے۔ وہ یمن کا شہنشاہ ہے اور کئی بادشاہوں سے برتر وافضل ہے، چار دانگِ عالم میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے، لیکن آج وہ یثرب کے کوچہ و بازار میں اپنے نادیدہ محبوب کی یاد میں دل فگار ہے۔ وہ پریشان حال پھر رہا ہے اور اس کی فوج کے تمام سپاہی، درباری، وزرا اور امرا بھی عجز وانکسار کی تصویر بنے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔

ایک ہزار سال بعد اسی شہر کا نام اب مدینہ ہے، پہلے اسے یثرب کہتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک نورانی شخصیت ناقہ پر سوار داخل ہو رہی ہے۔ لوگ جوش وخروش سے اس پیکرِ نور اور دل آویز شخصیت کا استقبال کر رہے ہیں۔ ہر شخص آگے بڑھ کر ناقہ کی باگ پکڑنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہر فرد عالمِ وارفتگی میں ان کے آگے بچھا جاتا ہے۔ معصوم بچیاں خوش الحانی سے گا رہی ہیں کہ آج وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔ شہر میں داخلے کے بعد ہر شخص کی خواہش اور کوشش ہے کہ یہ مہمانِ عزیز اسی کے گھر رونق افروز ہوں۔ درد کے مارے لوگوں کا عجیب حال ہے۔ شہر کا عجیب وغریب سماں ہے۔ پورا شہر بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ لوگوں نے بڑھ چڑھ کر یہ کوشش کی کہ اونٹنی کی مہار پکڑ لیں اور مہمانِ گرامی کو اپنے گھر لے جائیں مگر یہ برتر شخصیت، پیکرِ نور ونکہت، اچانک لب کشا ہوتی ہے "اس اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔" یہ لفظ سنتے ہی سارے لوگ، بے قرار اشخاص پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اونٹنی چلتے

چلتے ایک مقام پر آ کر خود ہی رک جاتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے لیکن اس ناقہ کے عظیم سوار جب نیچے نہیں اترتے تو وہ پھر اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور تھوڑی دور جا کر ایک دروازے کے سامنے بیٹھ جاتی ہے لیکن شتر سوار پھر بھی نیچے نہیں اترتے تو ناقہ پھر کھڑی ہو جاتی ہے اور پھر پہلی ہی جگہ آ کر بیٹھ جاتی ہے۔ اب کی بار وہ اپنی گردن زمین پر ڈال دیتی ہے۔ شہرِ مدینہ کے مہمانِ گرامی نیچے اتر آتے ہیں اور اپنا ساز و سامان اتارنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ ایک غریب و مفلس مگر دردمندی کی دولت سے مالا مال شخص سامان اتارنے لگتا ہے تو کچھ اور لوگ جرأت کر کے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ! سامان یہیں رہنے دیں اور آپ ہمارے گھر تشریف لے چلیں۔ مہمان ذی وقار فرماتے ہیں:۔

''مرد اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے۔''

پھر یہ مہمانِ گرامی اسی گھر میں تشریف لے جاتے ہیں جہاں یہ اونٹنی بیٹھتی ہے۔ یہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کا گھر ہے۔ مہمان ذی وقار نے اپنے چاہنے والوں میں سے کسی کا دل نہ توڑا اور اپنے ربّ کے حکم کا انتظار کیا حتیٰ کہ اونٹنی خود بخود اپنی منزل پر جا کر بیٹھ گئی۔

ہر شخص حیران ہے کہ اونٹنی ایک غریب نجار کے گھر جا کر کیوں بیٹھی؟ اور مہمان ذی وقار یہیں کیوں اتر گئے؟ نہ صرف اس روز ہر شخص حیران تھا بلکہ پندرہ سو سال سے تاریخ کا ہر قاری ششدر ہے کہ آخر اس میں کیا مصلحت اور کیا حکمت تھی کہ اونٹنی بڑے بڑے امرا کے دروازوں پر نہیں بیٹھی، باگ پکڑنے والوں کے اشاروں پر نہیں رکی اور جب بیٹھی تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے دروازے کے سامنے۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

آئیے آج تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مہمان ذی شان اس چار پاؤں کے جانور کو مامور من اللہ کیوں فرماتے ہیں اور یہ حیوان حضرت ابو ایوب

انصاری رضی اللہ عنہٗ ہی کے گھر کے سامنے کیوں رکتا ہے؟ وہ کون سا سر بستہ راز ہے؟ جس کا انکشاف نہیں ہوتا اور وہ کون سی وجہ ہے جس کا اظہار نہیں کیا جاتا؟

تاریخ بتاتی ہے کہ سرورِ کائنات رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار سال قبل کی بات ہے کہ یمن کا بادشاہ ملک تبع بڑے جلال و جبروت اور شان وشوکت کا حامل تھا جو اپنی عقل وذہانت کی وجہ سے صدیوں ممتازِ جہاں رہا۔ محمد اسحٰق اپنی کتاب ''مغازی'' میں لکھتے ہیں کہ تبع ان پانچ بادشاہوں میں سے ایک تھا جنہوں نے کائناتِ ارضی پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس دور میں بھی اس کے پاس بہت بڑا لشکر تھا جس میں ایک لاکھ 33 ہزار سوار اور ایک لاکھ 13 ہزار پیدل سپاہی شامل تھے۔ اس کے دربار میں دانش مند وزرا اور ارکانِ سلطنت ہر وقت موجود رہتے جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی۔ یہ شہنشاہ ایک بار اپنے لشکرِ قاہرہ کے ساتھ گردونواح کے علاقوں کو فتح کرنے کے لیے یمن سے نکلا اور فتوحات کے خیمے گاڑتا ہوا جب مکہ مکرمہ کے پاس پہنچا تو اہلِ مکہ نہ تو اس کے لشکر کی قوت سے مرعوب ہوئے اور نہ کسی فرد نے شان وشوکت سے اس کا استقبال کیا۔ اس صورت حال سے وہ بہت غضب ناک ہوا۔ وزرا میں سے کسی نے اسے بتایا:

''یہ اہلِ عرب اپنی عظمت پر نازاں ہیں اور چونکہ اس شہر میں کعبۃ اللہ ہے جسے بیت اللہ کہا گیا ہے اس لیے وہ اس کے پاسبان ہونے کے ناطے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔''

بادشاہ نے غصے میں آ کر اس شہر کو تباہ و برباد کرنے اور اس کے باشندوں کے قتلِ عام کا حکم دے دیا لیکن اس حکم کے جاری ہوتے ہی اسے ایک پُر اسرار بیماری نے آن گھیرا اور اس کے کان، ناک اور منہ سے خون بہنے لگا۔ وہ سر کے درد سے بے حال ہو گیا۔ کئی طبیبوں نے علاج کیا لیکن کوئی علاج بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اس عجیب و غریب بیماری کے باعث وہ موت کے منہ سے جا لگا۔ بادشاہ کی بے بسی اور بے چارگی دیکھ کر ایک صاحبِ بصیرت شخص سامنے آیا اور اس نے کہا:

''میں بادشاہ کا علاج کر سکتا ہوں بشرطیکہ میں جو بھی سوال کروں اس کا مجھے صحیح صحیح جواب

دیا جائے۔‘‘

بادشاہ نے اس مردِ دانا کی شرط مان لی اور الگ کمرے میں چلا گیا۔ یہ مردِ دانا بادشاہ سے سوال کرتا رہا اور بادشاہ جواب دیتا رہا۔ جب بادشاہ نے کعبۃ اللہ کو مسمار کرنے اور اہلِ مکہ کا قتلِ عام کرنے کے ارادے کا ذکر کیا تو اس دانا نے کہا:

’’بادشاہ سلامت! یہی تمہاری اصل بیماری ہے جس نے تمہیں کئی دنوں سے مبتلائے عذاب کر رکھا ہے۔ اس خیالِ خام کو دل سے نکال دو کیونکہ اس گھر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جس نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔‘‘

بادشاہ نے دانائے راز کے کہنے پر اپنے مذموم ارادے کو ترک کیا اور سچے دل سے توبہ کی۔ کہتے ہیں کہ وہ مردِ حق پرست بادشاہ کے کمرے سے ابھی باہر نہ نکلا تھا کہ بادشاہ کی پراسرار بیماری جاتی رہی اور وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اہلِ مکہ کو بہت بڑی ضیافت دی جس میں سبھی چھوٹے بڑے اور ادنیٰ واعلیٰ شریک ہوئے۔ ضیافت میں پینے کے پانی کی بجائے شہد پیش کیا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے نایاب قسم کے ریشم سے کعبۃ اللہ کا غلاف تیار کرایا مگر خواب میں اشارہ ہوا کہ یہ مناسب نہیں، پھر خوشبودار کپڑے کا غلاف بنوایا مگر خواب میں پھر وہی اشارہ ہوا۔ تیسرے روز بردیمانی اور حریر ملا کر سات پردوں والا غلاف تیار کرا دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے کعبہ سے تمام بتوں کو نکلوا دیا اور اس کی خوب تزئین وآرائش کی۔ دروازہ مقفل کر کے چابی محافظ کے حوالے کر دی اور پھر اپنی مہم پر چل پڑا۔ کئی علاقے فتح کر کے یثرب آ پہنچا۔ اہلِ یثرب مقابلے کی تاب نہ لاتے ہوئے شہر کے دروازے مقفل کر کے قلعہ بند ہو گئے۔ کئی ماہ گزر گئے لیکن بادشاہ اپنے لشکرِ قاہرہ کے باوجود شہر کو فتح اور اہلِ یثرب کو مطیع نہ کر سکا۔ آخرکار اہلِ شہر کے حالات کی جستجو میں لگ گیا تا کہ کہیں کوئی کمزوری نظر آئے اور اس سے فائدہ اٹھا کر وہ شہر پر حملہ کر سکے۔ ہفتوں اور مہینوں گزرنے کے باوجود اسے کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ اسے شب خون مارنے کا بھی موقع نہ ملا۔ ایک روز علی الصبح اس نے اپنے لشکر کے خیموں کے

باہر کھجوروں کی گٹھلیاں پڑی دیکھیں تو وہ بہت حیران ہوا کیونکہ اس کے اپنے زادِ راہ میں کھجوروں کا نام ونشان بھی موجود نہ تھا۔ اس نے اہلِ لشکر سے استفسار کیا تو سپاہیوں نے بتایا کہ رات کے آخری حصے میں یثرب شہر کی فصیل کے اوپر سے کھجوروں سے بھری ہوئی بوریاں پھینک دی جاتی ہیں جنہیں ہم کھا لیتے ہیں۔ بادشاہ تبع الحمیری یہ سن کر حیران و پریشان رہ گیا اور کہنے لگا:

''ہم تو مہینوں سے اس شہر کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ باہر سے تمام رسد بند کر کے انہیں بھوکا مارنے کی کوشش میں ہیں اور اس کے مکینوں کو لوٹنا، قتل کرنا اور تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ عجیب لوگ ہیں جو حالتِ جنگ میں اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستوں والا سلوک کر رہے ہیں۔''

بادشاہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ مسئلہ حل نہیں ہو رہا تھا۔ آخر اس نے وجہ دریافت کرنے کے لیے اپنی فوج کے اکابر کو یثرب کے اکابرین کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ جب بات یثرب کے مستند علما اور احبار تک پہنچی تو انہوں نے کہا:

''ہم دور دراز کے علاقوں سے آ کر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ ہم میں سے کسی کا تعلق خیبر سے ہے اور کسی کا کسی دوسرے علاقے سے، کوئی شام سے آیا ہے اور کوئی مصر سے، لیکن ہم یہودی ہیں۔ ہم نے تورات اور زبور جیسی الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ یہاں نبی آخر الزّماں ﷺ آنے والے ہیں اور ہم یہاں رہ کر انہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہماری کتب اور صحائفِ آسمانی کے مطابق پیغمبر آخر الزّماں ﷺ حلیم و کریم اور شفیق و مہربان ہونے کے ساتھ ساتھ مہمان نواز بھی ہوں گے۔ اس لیے ہم بھی اپنے آپ کو ان جیسی صفاتِ کریمہ سے متصف کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

تبع الحمیری اہلِ یثرب کی ان باتوں اور حسنِ سلوک سے نہایت متاثر ہوا۔ اس کے سینے میں سوز و گداز سے معمور دل پگھل گیا اور وہ بے اختیار رونے لگا۔ وہ اس بات سے اثر پذیر ہوا کہ وہ پیغمبر ابھی مبعوث بھی نہیں ہوئے لیکن ان کے اوصافِ کریمہ پر لوگوں نے عمل شروع کر دیا ہے، وہ روتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کاش وہ اس نبی کریم ﷺ کے دورِ مسعود میں ہوتا۔ ان پر ایمان لاتا

اور سرخرو ہوتا اور جب وہ اپنی قوم کے مظالم سے تنگ آ کر یہاں تشریف لاتے تو ان کا خدمت گزار ہوتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں دل آویز باتیں سن کر اس کا شوقِ دیدار بڑھ گیا۔ اس نے اہلِ یثرب سے اجازت مانگی تاکہ وہ اس شہرِ محبوب کی گلیوں' بازاروں اور مکانوں کی زیارت کر سکے۔ اجازت ملنے پر وہ شہر میں داخل ہوا۔ پورا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ آج وہ فاتح نہیں' مفتوح تھا' بادشاہ نہیں دلگیر تھا۔ وہ دل گرفتہ جلوس کے ساتھ یثرب کے بازاروں اور گلیوں میں گھومتا رہا۔ اس کے شوقِ فراواں اور ذوقِ بے پایاں کا یہ عالم تھا کہ درد سے لبریز اور سوز سے معمور اشعار پڑھنے لگا۔ حتیٰ کہ مؤرخین بتاتے ہیں کہ اس کے لشکریوں نے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے نعرے لگائے اور حضور پُرنور کو یاد کر کے بے حد روئے اور آنسو بہائے۔

تاریخِ عالم میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پہلا جلوس

یوں معلوم ہوتا ہے کہ تاریخِ عالم میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ پہلا جلوس تھا جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار برس قبل اسی شہر میں نکالا گیا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لانے والے تھے اور وہ شہر دار الہجرت بننے والا تھا۔ آقائے نامدار کی ولادت یعنی آمد کی خوشی میں یہ ایسا عظیم الشان جلوس تھا جس کی قیادت اس وقت کا بہت بڑا حکمران کر رہا تھا اور اس کے اکابرینِ سلطنت' عمائدین اور لشکری عقیدت واحترام کے پھول نچھاور کرتے دست بستہ اور سر جھکائے اس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ انسان اس واقعہ سے حیران وششدر رہ جاتا ہے۔ وہ کیسے مہمانِ محترم ہیں جن کے اعزاز میں جلوس ان کی آمد سے ایک ہزار سال قبل نکالا جا رہا تھا جس میں شاہ وگدا' ادنیٰ واعلیٰ' امیر وغریب سبھی خلوصِ دل سے شریک تھے۔

تبع الحمیری نے اس کے بعد یثرب کے سارے شہر کو صاف کرایا۔ عالی شان اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ یہیں کا ہو رہے اور یہودی علما کے ساتھ وہ

بھی نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار کرے لیکن امورِ سلطنت نے یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔ بعض روایات کے مطابق وہ کافی مدت یہاں مقیم رہا لیکن اس کی عدم موجودگی میں یمن میں بغاوت ہوگئی تو اسے بادلِ نخواستہ واپس کوچ کرنا پڑا۔اس نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے چار سَو علما کو خوبصورت مکانات بنوا کر دیئے اور انہیں گذر اوقات کے لیے باغات لگوا کر دیئے اس کے بعد اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک خط بھی دیا جس پر اپنی مہر لگا کر بادشاہ نے اسے صندوقچے میں مقفل کر دیا۔ چابی اور خط وہاں بسائے جانے والے اپنی فوج کے ایک سردار ''شامول'' کے حوالے کر کے اسے سخت تاکید کی کہ اگر اسے نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ اور دیدار پُرانوار نصیب ہو تو یہ خط بصد احترام انہیں پیش کر دینا اور اگر تمہیں یہ سعادت نصیب نہ ہو سکے تو اپنی اولاد کو تاکید کر دینا کہ وہ نسلاً بعد نسل وصیت کا سلسلہ جاری رکھے حتیٰ کہ وہ روزِ سعید آ جائے جب وہ پیغمبر و رہبرِ کامل دنیا و جہاں میں تشریف لے آئیں۔شاہِ یمن تبع الحمیری نے اپنے خط میں لکھا:

''یہ خط حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب ہے جو حضرت عبداللہ کے بیٹے' خاتم النبیین اور رسولِ رب العالمین ہیں۔ تبع بن وردح کی طرف سے۔اما بعد اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے آپ پر نازل کی۔ آپ کے دین پر اور آپ کی سنت پر بھی ایمان لایا۔ آپ کے ربّ پر ایمان لایا جو تمام جہانوں اور تمام چیزوں کا ربّ اور مالک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ربّ کی طرف سے ایمان اور اسلام کی جو فضیلتیں نازل ہوئیں میں نے انہیں قبول کیا۔ اگر میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پایا تو میں نے نعمت حاصل کر لی اور اگر نہ پا سکا تو آپ میرے لیے قیامت کے دن شفاعت فرما دیجیے اس لیے کہ میں آپ کی اوّلین اُمت میں سے ہوں۔ لِلّٰہ اس دن مجھے فراموش نہ کیجیے گا۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اتباع' آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تشریف آوری اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بعثت سے پہلے کی ہے۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ملت اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر قائم ہوں۔''

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کی سعادت

کتبِ سیر و تاریخ میں درج ہے کہ یہ خط نسلاً بعد نسل حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے پاس پہنچا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ شامول کی اکیسویں پشت میں سے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے گھر کے قریب بیٹھ گئی اور حضور پُر نور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے گھر ٹھہرے۔ وہ انصار جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حمایت و مدد کی، تبع کے آباد کردہ چار سو علما و حکما کی اولاد میں سے تھے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ انصار کوئی معمولی لوگ نہ تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ تشریف لا رہے تھے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ نے ایک معتبر شخص کے ذریعے وہ مکتوبِ گرامی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں روانہ کر دیا تاکہ وہ جلد از جلد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ جائے اور وہ اس بارِ امانت سے سبکدوش ہو جائیں جو صدیوں سے ان کے خاندان میں چلا آ رہا تھا۔ ہجرت کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابھی قبیلہ بنی سلیم میں تھے کہ یہ قاصد پہنچ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص کو دیکھتے ہی فرمایا:

"تو ابو یعلی ہے؟ اور کیا تبع کا خط تیرے ہی پاس ہے؟"

یہ الفاظ سن کر وہ شخص حیران و ششدر رہ گیا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچانتا بھی نہیں تھا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہلے کبھی اس سے ملے تھے۔ اس نے حیران ہو کر دریافت کیا:

"آپ کون ہیں اور مجھے آپ کے چہرے سے جادو کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور صاحبِ کتاب ہوں۔ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

ابو یعلی نے خط جیب سے نکالا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اس خط کے مضمون سے مطلع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زبان مبارک سے تین مرتبہ

فرمایا: مرحبا یا اخی الصالح یعنی اے صالح بھائی مرحبا۔

سب سے پہلا عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس واقعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد کیوں فرمایا کہ یہ ناقہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور ہے اور یہ وہیں ٹھہرے گی جہاں اس کی منزل ہے۔ چنانچہ دنیا والوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار کی اونٹنی وہاں پر ہی رکی جو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کا دروازہ تھا اور پھر یہیں مسجد نبوی بھی تعمیر ہوئی۔ اسی بنا پر شیخ زید الدین مراغی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے مکان میں نہیں اترے بلکہ اپنے ہی مکان میں اترے تھے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ یہ مکان ایک ہزار سال قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہی تعمیر کرایا گیا تھا اور ایک سچے عاشقِ رسول کی یہ آرزو تھی کہ نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں قیام فرمائیں اور اس طرح اس کا پیغامِ درد اُن تک پہنچ سکے۔ یہ ایک دردمند کی فریاد تھی جو مقبولِ بارگاہ ہو چکی تھی۔ زمان و مکان کے فاصلے مٹ چکے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ وہیں رکی جہاں ایک ہزار سال قبل رکنے کا اللہ نے تبع الحمیری کے ذریعے انتظام فرما دیا تھا۔ یہ مکان دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کا قیام محض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے انتظار کے لیے تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک پر از معنی معلوم ہوتے ہیں "مرد اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے۔" چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مکان میں قیام فرمایا۔ کتنے محترم ہیں وہ لوگ جن کی آرزوئیں پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتی ہیں۔ کتنے سعادت مند ہیں وہ لوگ جن کی تمنائیں بر آتی ہیں اور برگ و بار لاتی ہیں اور کتنے عظیم ہیں وہ لوگ جن کی خواہشیں اور دعائیں مقبولِ بارگاہ ہو جاتی ہیں۔ تبع الحمیری اور اس کے چار سَو ساتھی کتنے عظیم تھے اور کتنے سعادت مند تھے کہ ایک ہزار سال نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں گزار دیئے۔ دس صدیوں پر محیط طویل فاصلے نہ ان کی آرزوؤں میں کمی کر سکے اور نہ ان کے

ارادوں کو متزلزل کر سکے۔ انتظار کے لمحات کتنے کٹھن ہوتے ہیں یہ ان سے پوچھیے جو محبوب کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ انتظار میں تو لمحات مہینے اور مہینے سال بن جاتے ہیں اور سال صدیاں لگتی ہیں لیکن ان لوگوں کی عظمت، ہمت اور جرأت پر سلام جنہوں نے انتظارِ محبوب میں صدیاں گزار دیں۔ آخر کار ان کی اولادِ سعید نے وہ مقامِ بلند حاصل کیا جس کے لیے دنیا ترستی ہے اور ابدالآباد تک ترستی اور تڑپتی رہے گی۔

مدینہ کی اس سرزمین پر دس صدیوں کے دوران کیا کیا واقعات بیت گئے، کیا کیا اور کیسے نشیب و فراز گزر گئے، کیسے کیسے قافلے اور کارواں آئے اور چلے گئے؟ کتنے ماہ و سال آئے لیکن اہلِ مدینہ کا انتظار ختم نہ ہوا۔ وہ انتظار کرتے رہے اور کرتے رہے، انتظار ہی ان کی معراج تھا اور انتظار ہی ان کا مقصود اور نصب العین تھا اور آخر کار وہ وقت آیا کہ وہ اپنی مراد پا گئے۔ دوسری طرف اہلِ مکہ کی نامرادی دیکھیے کہ ان کے گھر چاند نکلا لیکن اس کی روشنی دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور ادھر یہ اہلِ انتظار تھے کہ سرفراز ہو گئے اور اپنے منتہائے مقصود کو پہنچ گئے۔ جہاں تک تبع الحمیری کا تعلق ہے وہ بھی سرفراز ہوا اور اپنی منزلِ مراد کو پہنچا اور صالح بھائی کا خطاب پایا۔ خط کے مندرجات سننے کے بعد اس کے بارے میں رسول ﷺ کا ارشاد تھا کہ مرحبا! صالح بھائی۔ یہ کوئی معمولی اعزاز نہ تھا اور جہاں تک شامول کا تعلق ہے اس کی نسل سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا جو کسی اور کو بسیار کوشش اور خواہش کے باوجود نہ مل سکا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس کے ساتھ ساتھ اہلِ مدینہ کو ''انصار'' کا لقب ملا یعنی مدد کرنے والے۔ اگر تبع الحمیری کے اشعار کی جانب توجہ کی جائے تو اس نے ایک ہزار سال قبل کہا تھا:

''اگر میری عمر آپ ﷺ تک پہنچی تو میں ادنیٰ غلام کی طرح آپ ﷺ کی خدمت کروں گا اور آپ ﷺ کا معین و مددگار بنوں گا۔ آپ ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کروں گا اور آپ ﷺ کے دل سے ہر غم کو دور کردوں گا۔''

تبع الحمیری کی یہ دعا قبول و مسعود ٹھہری اور اس کے آباد کیے گئے چار سو علما و حکما کی اولاد آگے چل کر نبی امی ﷺ کی معین و مددگار بنی اور انہوں نے رسولِ اکرم ﷺ کے تمام دکھ درد دور کرنے میں اپنی تمام تر قوتیں اور توانائیاں صرف کر دیں' جان و مال سے دریغ نہ کیا اور امداد طلب کرنے کے وقت کہا:

''یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ﷺ فرمائیں گے تو آگ میں بھی کود جائیں گے۔ آپ حکم دیں گے تو سمندر میں چھلانگیں لگا دیں گے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہیں جو یہ کہیں کہ جائیں آپ اور آپ کا خدا جنگ لڑیں اور ہم یہاں انتظار کرتے ہیں۔''

اس کے برعکس اہل مکہ نے آپ ﷺ کو اتنے دکھ دیئے' اتنے مصائب اور تکالیف سے دوچار کیا کہ آج ان کی معمولی یاد سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جینا دوبھر کر دیا' گھر بار چھین لیا لیکن اہلِ مدینہ کو وہ مقام و مرتبہ عطا ہوا کہ جس پر تاریخِ عالم رہتی دنیا تک فخر کرتی رہے گی۔

انصار کو یہ اعزاز اور مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے پہلے عاشق تبع الحمیری کی بدولت حاصل ہوا جس نے جلوس کی صورت میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ منانے کی اوّلین سعادت حاصل کی تھی۔

............☆☆☆............

باب سوم

حالتِ قیام میں درود اور سلام پڑھنا

عرفِ عام میں قیام کے معنی کھڑے ہو کر آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ بعض لوگ درود و سلام کھڑے ہو کر پڑھنے پر اعتراض کرتے ہیں تو اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر سن کر کھڑے ہونا تعظیم ہے جو بندۂ مومن کا شعار ہے۔

قیام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوا کرتے۔ جب مجلس برخاست کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے جاتے تھے اور جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے حجرہ میں داخل نہ ہو جاتے ہم کھڑے رہتے۔

دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نعت خواں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

قیامی للعزیز علی فرض　　و ترك الفرض ما ھو مستقیم
عجبت لمن له عقل و فھم　　یری ھذا الجمال ولا یقوم

ترجمہ: دوست کی تعظیم میں کھڑے ہونا مجھ پر فرض ہے اور فرض کو کو چھوڑ دینا کیسے درست ہو سکتا ہے صاحبِ عقل و شعور کے لئے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ وہ اس جمالِ جہان کو دیکھے مگر کھڑا نہ ہو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کہے گئے اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا، ہمارے لئے کافی ہیں اور ہمیں کسی دوسرے فتوے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر یہ ادب کا تقاضا ہے کہ کائنات کی سب سے اعلیٰ ہستی کا ذکر ہو اور سننے والا ادب سے کھڑا ہو جائے تو اسے ناجائز کیسے کہا جا سکتا ہے؟ ہمارے نزدیک تو ''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں'' اور ''با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب''۔

چند اکابرینِ حق کی رائے پیشِ خدمت کرتے ہیں:

سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے مفتی بھی رہ چکے ہیں۔

❁ جرت العادة ان الناس اذا سمعوا ذكر ولدته صلى الله عليه وسلم يقومون تعظيما له صلى الله عليه وسلم وهذا القيام مستحسن لما فيه من تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم و قد فعل ذلك كثير من علماء الامة الذين يقتدى بهم. (سیرت نبوی ﷺ)

ترجمہ: لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب ولادت پاک کا ذکر سنتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں، یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ قیام بہت سے علمائے اُمت نے کیا ہے جو مقتدا اور پیشوا مانے گئے ہیں۔

شیخ علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

❁ قد وجد القيام عند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم من عالم الامة ومقتدى الائمة دينا و ورعا الامام تقى الدين السبكى و تابعه على ذلك مشائخ الاسلام فى عصره. (سیرتِ حلبی)

ترجمہ: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ مبارک کے ذکر کے وقت ایسے عالمِ اُمت اور

پیشوائے آئمہ سے قیام ثابت ہے جو دین اور پرہیز گاری میں مشہور ہیں جن کا نام امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ہے اس قیام میں بڑے بڑے مشائخ اسلام نے انکے زمانہ میں اتباع کی ہے۔

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام (م۔756ھ)

حکی بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد قول الصرصری فی مدحه صلی الله علیه وسلم قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذهب علی ورق من خط احسن من کتب ان تنهض الاشراف عند سماعه قیاما صفوفا او جثیًا علی الرکب فعند ذٰلك قام الامام السبکی رحمه الله و جمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر بذٰلك المجلس و یکفی مثل ذلك فی الاقتداء۔ (سیرت حلبی و سیرت نبوی)

ترجمہ: بعض حضرات نے بیان کیا کہ حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے زمانہ میں ایک بڑی جماعت علما کی حاضر تھی کہ ایک نعت خوان نے ابو زکریا یحیٰ صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشعار جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح شریف میں تھے، پڑھے "مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کیلئے اچھے کاتب کے خط سے سنہری خط چاندی پر لکھوایا جائے تو بھی کم ہے اگر شریف انسان ان کا ذکر سنتے ہی کھڑے ہو جائیں، حالتِ قیام میں صف بستہ یا گھٹنوں کے بل۔" یہ سنتے ہی امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور سب مجلس والوں نے بھی قیام کیا اور مجلس میں ایک وجد طاری ہو گیا' ایسے امام اور علما کا قیام کرنا ہمارے لئے کافی ہے۔

حضرت شیخ عبد الرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

القیام عند ولدته صلی الله علیه وسلم لاانکار فیه فانه من البدع المستحسنة وقد أفتے جماعته باستحبابه عند ذکر ولادته و ذلك من الاکرام و

التعظیم له صلی الله علیه وسلم واکرامه وتعظیمه واجب علی کل مومن ولا شك ان القیام له عند الولادة من التعظیم والاکرام قال مؤلف رحمته اللعلمین لواستطعت القیام علی راسی لفعلت ابتغی بذلك الزلفی عند الله عزوجل۔ (نزہتہ المجالس)

ترجمہ: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنے میں کوئی انکار نہیں کیونکہ یہ بدعتِ حسنہ سے ہے اور بے شک ایک جماعتِ علما نے آپ ﷺ کی ولادتِ پاک کے ذکر کے وقت استحبابِ قیام کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اکرام و تعظیم ہے اور آپ کا اکرام اور تعظیم ہر مومن پر واجب ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ وقتِ ذکرِ ولادت، قیام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم واکرام ہے۔ خود مؤلف (عبدالرحمٰن صفوری رحمتہ اللہ علیہ) کہتے ہیں ''قسم ہے اس ذات کی! جس نے اپنے حبیب ﷺ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اگر میں سَر کے بل کھڑا ہوسکتا تو بھی قیام کرتا، محض بارگاہِ الٰہی میں قرب حاصل کرنے کیلئے۔

✿ امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے ''اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام النبی تہامہ'' کے عنوان سے قیام کے مسئلہ پر رسالہ تحریر فرمایا ہے جس میں بہت سے آئمہ، محدثین اور مشائخ کی تحریروں سے درودوسلام میں قیام کو ثابت کیا ہے۔ اس میں سے انتخاب پیشِ خدمت ہے۔

1۔ مولانا سیّد جعفر برزنجی قدس سرہٗ العزیز

عالم کامل عارف باللہ سیّد مولانا سیّد جعفر برزنجی قدس سرہٗ العزیز جن کا رسالہ عقد الجوھر فی مولد النبی الازھر ﷺ حرمین محترمین ودیگر بلادِ اسلام میں رائج ہے اور مولانا رفیع الدین نے تاریخ الحرمین میں اس رسالے اور اس کے مصنف جلیل القدر کی نہایت مدح وثنا لکھی ہے۔ اپنے رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

قد استحسن القیام عند ذکر مولود الشریف ائمة ذوو روایة و رویّة فطوبیٰ لمن کان تعظیمه صلی الله علیه وآله وسلم غایة مرامه و مرماه۔

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحبِ روایت و درایت تھے تو شادمانی اس کے لیے، جس کی نہایت مراد و مقصود نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے۔

2۔ فقیہہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطیؒ

فقیہہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطیؒ اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں:

القیام عند ذکر ولادة سید المرسلین ﷺ امر لا شك فی اسحبابه و استحسانه وندبه یحصل لفاعله من الثواب الاوفر و الخیر الاکبر لانه تعظیم ای تعظیم لِلنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا الله به من ظلمات الکفر اِلی الاِیمان وخلصنا الله به من نار الجهل الی جنات المعارف و الایقان فتعظیمه صلی الله علیه و آله وسلم فیه مسارعة الی رضاء رب العلمین واظهار اقوی شعائر الدین ومن یعظم شعائر الله فاِنّها من تقوی القلوب ومن یعظیم حرمة الله فهو خیرلهٗ عند ربه۔

ترجمہ: قرأت مولد شریف میں ذکرِ ولادت سیّد المرسلین ﷺ کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے لیے قیام کرنا بے شک مستحب و مستحسن اور ادب ہے اور ایسا کرنے والے کو ثواب کثیر و خیر اکبر حاصل ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اس سے بڑھ کر ہونی چاہیے کہ صاحبِ خُلقِ عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں ظلماتِ کفر سے نورِ ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ اور جہل سے بچا کر بہشتِ معرفت ویقین میں داخل فرمایا تو حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم میں خوشنودی ربّ العالمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائرِ دین کا آشکار کرنا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لیے اس کے ربّ کے یہاں بہتر ہے۔

دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام له صلی الله علیه وسلم عند ذکر

ولادته لما فی ذالك من التعظيم له صلی الله عليه وآله وسلم لا يقال القيام عند ذكر ولادته صلی الله عليه وآله وسلم بدعة لانا نقول ليس كل بدعة مذمومة كما اجاب بذلك الامام المحقق الولی ابو ذرعة العراقی حين سئل عن فعل المولد مستحب او مكروه وهل ورد فيه شئ او فعل به من يقتدى به فاجاب بقوله الوليمة واطعام الطعام مستحب كل وقت فكيف اذا انضم الی ذلك السرور بظهور نور النبوة فی هذا الشهر الشريف ولا نعلم ذلك عن السلف ولا يلزم من كونه بدعة مكروهة فكم من بدعة مستحبة بل واجبة اذا لم تنضم بذلك مفسد والله الموفق۔

ترجمہ: ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکرِ ولادت شریف کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ قیام تو بدعت ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب امام محقق ولی ابوذرعہ عراقی نے دیا جب ان سے مجلسِ میلاد کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا نے کی ہے، تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھانا ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا، جب اس کے ساتھ اس ماہِ مبارک میں ظہورِ نورِ نبوت کی خوشی مل جائے اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں۔ نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہت سی بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خراب مضمون نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں:

قد اجتمعت الامة المحمدية من اهل السنته والجماعة علی استحسان القيام المذكور وقد قال صلی الله عليه وآله وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالة

ترجمہ: بے شک امتِ مصطفیٰ سے اہلِ سنت والجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی"۔

3۔ علامہ ابو زید رحمتہ اللہ علیہ

علامہ ابو زیدؒ اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں:

استحسن القیام عند ذکر الولادۃ

ترجمہ: ذکرِ ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے۔

4۔ مولانا سیّد احمد زین دحلان مکی قدس سرہٗ الملکی

خاتمۃ المحدثین زین الحرم عین الکرم مولانا سیّد احمد زین دحلان مکی قدس سرہٗ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں فرماتے ہیں:

من تعظیمہ ﷺ الفرح بلیلۃ ولادتہ و قرائۃ المولد و القیام عند ذکر ولادتہ ﷺ واطعام الطعام و غیر ذٰلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البرفاِن ذٰلک کل من تعظیمہ ﷺ و قد افردت مسئلۃ المولد وما یتعلق بھا بالتالیف داعتنی بذٰلک کثیر من العلماء فالفوا فی ذالک مصنفات مشحونۃ بالادلۃ و البراھین فلا حاجۃ لنا الی الاطالۃ بذٰلک۔

ترجمہ: (قیام) نبی کریم ﷺ کی تعظیم سے ہے حضور نبی کریم ﷺ کی شبِ ولادت کی خوشی منانا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکرِ ولادتِ اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا کھلانا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی کریم ﷺ کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلسِ میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علمائے دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو اس مسئلہ میں تطویل کلام کی حاجت نہیں۔

5۔ مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی رحمتہ اللہ علیہ

مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نعم یجب القیام عند ذکر ولادته ﷺ اذ یحضر روحانیۃ ﷺ فعند ذٰلک یجب التعظیم والقیام۔

ترجمہ: ہاں! ذکرولادت حضور نبی کریم ﷺ کے وقت قیام ضروری ہے کہ روحِ اقدس حضور نبی کریم ﷺ جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم وقیام لازم ہوا۔

6۔سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنیفہ

سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنیفہ فرماتے ہیں:

توارثہ الائمۃ الاعلام و اقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر و ردّ راد و لھذا کان حسنا و من یستحق التعظیم غیرہ ﷺ و یکفی اثر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔

ترجمہ: یہ قیام مشہور اماموں میں برابر متواتر چلا آتا ہے اور اسے آئمہ وحکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد اور انکار نہیں کیا لہٰذا مستحب ٹھہرا اور نبی کریم ﷺ کے سوا اور کون مستحقِ تعظیم ہے اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے ”جس چیز کو اہلِ اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے“

............☆☆☆............

باب چہارم

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں اکابرینِ حق کی رائے

تاریخِ میلاد

میلادِ پاک کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتدا اربل کے حکمران سلطان مظفر (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی) جس کا پورا نام ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی بن تبکتکین ہے، سے ہوئی۔

اس کا شمار عظیم المرتبت بادشاہوں اور فیاض امرا میں ہوتا ہے۔ اس نے کئی اور نیک کارنامے بھی سرانجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں، کوہِ قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔ ابنِ کثیر اس بارے میں لکھتے ہیں:

"سلطان مظفر ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان وشوکت اور تزک واحتشام سے اہتمام کرتا تھا اور اس سلسلہ میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا۔ وہ ایک ذکی القلب، دلیر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا۔ اللہ اس پر رحمت کرے اور معزز مقام و مرتبہ سے نوازے۔ شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے اس کیلئے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام انہوں نے "التنویر فی المولد البشیر النذیر" رکھا۔ جس پر سلطان نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔ وہ تادمِ مرگ حکمران رہا، اس کی وفات ۶۳۰ ہجری میں شہر عکا میں ہوئی۔ اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت شخص تھا۔"

سبط ابنِ الجوزی نے مرآۃ الزمان میں لکھا ہے: سلطان مظفر کے ہاں میلادِ پاک میں شریک ہونے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خود شمار کیا کہ شاہی دسترخوان پر پانچ سو ختہ بکریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ آبخورے، اور تیس ہزار ٹوکرے شیریں پھلوں سے لدے ہوئے پڑے تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ میلادِ پاک کی تقریب پر سلطان کے ہاں بڑے بڑے جید علما کرام اور جلیل القدر صوفیا آتے، جنہیں وہ خلعت و اکرامِ شاہی سے نوازتا تھا، صوفیا کیلئے ظہر سے لے کر عصر تک محفلِ سماع ہوتی، جس میں وہ بنفس نفیس شریک ہوتا اور صوفیا کے ساتھ مل کر وجد کرتا تھا۔ ہر سال میلادِ پاک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔ باہر سے آنے والوں کیلئے اس نے ایک مہمان خانہ مخصوص کر رکھا تھا، جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بلا لحاظِ مرتبہ، مختلف اطراف و اکناف سے آ کر ٹھہرا کرتے، اس مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ ہوتے تھے۔ اسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار فدیہ دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رہا کراتا اور حرمین شریفین کی نگہداشت اور حجاز مقدس کے راستے میں (حجاج کرام کیلئے) پانی مہیا کرنے کیلئے تین ہزار دینار سالانہ خرچ کیا کرتا تھا۔

یہ ان صدقات و خیرات کے علاوہ ہیں جو پوشیدہ طور پر کیے جاتے، اس کی بیوی ربیعہ خاتون جو سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہمشیرہ تھیں، بیان کرتی ہیں کہ اس کی قمیض موٹے کرباس (کھدر کی قسم کے کپڑے) کی ہوتی تھی جو پانچ درہم سے زیادہ لاگت کی نہیں ہوتی تھی۔ کہتی ہیں کہ ایک بار میں نے اس سلسلے میں انہیں روکا تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ خیرات کر دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے پہنا کروں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیر باد کہہ دوں۔

حجتہ الدین امام محمد بن ظفر المکی رحمۃ اللہ علیہ

حجتہ الدین امام محمد بن ظفر المکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ الدر المنتظم میں ہے:

و قد عمل المحبون للنبی ﷺ فرحاً بمولده الولائم. فمن ذلك ما عمله بالقاهرة المعزّية من الولائم الكبار الشیخ أبو الحسن المعروف بابن قُفل قدّس الله تعالی سرہٗ شیخ شیخنا أبی عبد الله محمد بن النعمان، و عمل ذلك قبل جمال الدین العجمی الهمدانی وممن عمل ذلك علی قدر وسعه یوسف الحجّار بمصر، وقد رأی النبی ﷺ و هو یحرِّض یوسف المذکور علی عمل ذُلك۔ (صالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد1-363)

ترجمہ: اہلِ محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد کی خوشی میں دعوتِ طعام منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ قاہرہ کے جن لوگوں نے محبت وعشق سے بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کیا ان میں شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو کہ ابن قفل قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے نام سے مشہور ہیں اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ محمد بن نعمان کے شیخ ہیں۔ یہ عمل مبارک جمال الدین عجمی ہمدانیؒ نے بھی کیا اور مصر میں سے یوسف حجار نے اسے بہ قدرِ وسعت منعقد کیا پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ ﷺ یوسف حجار کو عملِ مذکور کی ترغیب دے رہے تھے۔

امام عماد الدین بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
(1301-1373ء)

امام حافظ عماد الدین ابو الفداد اسماعیل بن کثیر ایک نامور محدث، مؤرخ اور فقیہہ تھے آپ کی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" اور احادیث کی جامع کتاب "جامع المسانید والسنن" اور تاریخ کے میدان میں "البدایۃ والنہایۃ" مستند کتب ہیں۔ آپ نے میلادِ پاک کے بارے میں ایک مختصر کتاب "ذکر مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ورضاعہ" کے نام سے بھی تحریر کی ہے آپ اس میں لکھتے ہیں:

- سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابولہب کی کنیز ثوبیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دودھ پلایا تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس چچا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی ولادت کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں اُسے اسی وقت آزاد کر دیا۔ جب اس کے مرنے کے بعد اس کے بھائی عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اُسے خواب میں بُری حالت میں دیکھا تو پوچھا! تیرا کیا حال ہے؟ پس اس نے جواب دیا تم سے بچھڑنے کے بعد مجھے کوئی سکون نہیں ملا اور اپنی شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا سوائے اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس سے پانی پلایا جاتا ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

(773ھ-852ھ/1372ء-1449ء)

❁ شارحِ صحیح البخاری حافظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد النبی ﷺ کی واضح طور پر تحقیق کی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و قد سئل شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجرعن عمل المولد فأجاب بما نصه: قال: و قد ظهر لی تخریجها علی أصل ثابت، وهو ما ثبت فی الصحیحین من أن النبی ﷺ قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء، فسألهم فقالوا: هو یوم أغرق الله فیه فرعون، و نجی موسٰی، فنحن نصومه شکرًا لِله تعالٰی. فیستفاد منه فعل الشکر لِله تعالٰی علی ما منّ به فی یوم معین من إسداء نعمة، أو دفع نقمة، و یعاد ذٰلك فی نظیر ذٰلك الیوم من کل سنة. والشکر لِله تعالٰی یحصل بأنواع العبادات کالسجود والصیام والصدقة والتلاوة و أی نعمة أعظم من النعمة ببروز هٰذا النبی ﷺ الذی هو نبی الرحمة فی ذٰلك الیوم وعلی هذا فینبغی أن یتحری الیوم بعنیه حتی یطابق قصة موسٰی علیه السلام فی یوم عاشوراء (حسن المقصد فی عمل المولد۔ امام سیوطی)

ترجمہ: ایک بار شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ سے میلاد شریف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا ''مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتہ چلا ہے ''صحیحین'' سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو

آپ ﷺ نے یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے پوچھا! ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اس دِن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔'' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی خاص معین دِن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دِن کی یاد تازہ کرنا احسن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز وسجدہ، صدقہ اور تلاوتِ قرآنِ پاک اور دیگر عبادات کے ذریعے بجالایا جاسکتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے اس لیے اس دِن ضرور سجدہ شکرانہ بجالانا چاہیے۔

اس وجہ سے ضروری ہے کہ اسی معین دِن کو منایا جائے تا کہ یومِ عاشورہ کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے مطابقت ہو۔

امام شہاب الدین ابو العباس قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

(851ھ-923ھ/1448ء-1517ء)

صاحبِ ''ارشاد الساری الشرح صحیح البخاری'' امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن ابی بکر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں لکھتے ہیں:

لا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده ﷺ و يعملون الولائم و يتصدقون فی لياليه بأنواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فی المبرات و يعتنون بقرأة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم۔ و مما جرّب من خواصه أنه أمان فی ذالك العام۔ و بشری عاجلة بنيل البغية و المرام فرحم الله امراءً اتخذ ليالی شهر مولده المبارك أعيادًا ليكون أشد علة علی من فی قلبه مرض۔ (المواهب اللدنيہ۔ امام قسطلانیؒ)

ترجمہ: ہمیشہ سے مسلمان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں میلاد کی محافل منعقد کرتے آئے ہیں، وہ دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں، اس ماہ کی راتوں میں صدقات و خیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں اظہارِ مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف کے چرچے کیے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان میلاد شریف کی محافل سے فیض یاب ہوتا ہے۔ میلاد شریف کی محافل کے انعقاد کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے اس سال امن قائم رہتا ہے نیز نیک مقاصد اور دِلی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہِ میلاد النبی ﷺ کی راتوں کو بھی بطورِ عید منا کر ان لوگوں کے شدتِ مرض میں اضافہ کیا جن کے دلوں میں (بغضِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب خطرناک) بیماری ہے۔

امام محمد الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ
(1055ھ۔1122ھ/1645ء۔1710ء)

استمرّ أهل الاسلام بعد القرون الثلاثة التى شهد المصطفى ﷺ بخيريتها، فهو بدعة. وفى أنها حسنة. قال السيوطى: وهو مقتضى كلام ابن الحاج فى مدخله فإنه إنما ذم ما احتوى عليه من المحرمات مع تصريحه قبل بأنه ينبغى تخصيص هذا الشهر بزيادة فعل البرّ و كثرة الصدقات والخيرات وغيره ذلك من وجوه القربات. وهذا هو عمل المولد مستحسن والحافظ أبى الخطاب بن دحية ألف فى ذالك "التنوير فى مولد البشير النذير" فأجازه الملك المظفر صاحب إربل بألف دينار، واختاره أبو الطيب السبتى نزيل قوص وهؤلاء من أجلّة المالكية او مذمومة وعليه التاج الفا كهانى وتكفل السيوطى، لردّ ما استند إليه حرفًا حرفًا والاول أظهر، لما اشتمل عليه من الخير الكثير۔

یحتفلون: یهتمون بشهر مولده علیه الصلوٰة والسلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیه بأنواع الصدقات ویظهرون السرور به. ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرائة قصة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم۔ (شرح المواہب اللدنیہ۔امام زرقانی)

ترجمہ: اہلِ اسلام ان ابتدائی تین اَدوار (جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے خیر القرون فرمایا ہے) کے بعد سے ہمیشہ ماہِ میلاد النبی ﷺ میں محافلِ میلاد منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ عمل (اگرچہ) بدعت ہے مگر ''بدعتِ حسنہ'' ہے (جیسا کہ) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اور ''المدخل'' میں ابن الحاج کے کلام سے بھی یہی مراد ہے اگرچہ انہوں نے ان محافل میں داخل ہو جانے والی ممنوعات (محرمات) کی مذمت کی ہے لیکن اس سے پہلے تصریح فرمادی ہے کہ اس ماہِ مبارک کو اعمالِ صالحہ اور صدقہ وخیرات کی کثرت اور دیگر اچھے کاموں کے لیے خاص کر دینا چاہیے۔ میلاد منانے کا یہی طریقہ پسندیدہ ہے۔ حافظ ابو خطاب بن دحیہ کا بھی یہی موٴقف ہے جنہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' تالیف فرمائی جس پر مظفر شاہِ اربل نے انہیں ایک ہزار دینار (بطورِ انعام) پیش کیے۔ اور یہی رائے ابوطیب سبتی کی ہے جو قوص کے رہنے والے تھے۔ یہ تمام علما جلیل القدر مالکی آئمہ میں سے ہیں۔ یا پھر یہ (عملِ مذکور) بدعتِ مذمومہ ہے جیسا کہ تاج فاکہانی کی رائے ہے۔ لیکن امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف منسوب عبارات کا حرف بہ حرف رَدّ فرمایا ہے۔ (بہر حال) پہلا قول ہی زیادہ قابلِ ترجیح اور واضح تر ہے۔ بایں وجہ یہ اپنے دامن میں خیرِ کثیر رکھتا ہے۔ لوگ (آج بھی) ماہِ میلاد النبی ﷺ میں اجتماعات کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات و خیرات دیتے ہیں اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کثرت کے ساتھ نیکیاں کرتے ہیں اور مولود شریف کے واقعات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اس کی خصوصی برکات اور بے پناہ فضل و کرم اُن پر ظاہر ہوتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منانے کے متعلق فرماتے ہیں:

میرے نزدیک میلاد پاک دراصل ایک ایسی تقریبِ مسرّت ہوتی ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدرِ سہولت قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث و آثار میں آئی ہیں اور جو خوارقِ عادات اور نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں' انہیں بیان کرتے ہیں۔ پھر شرکائے محفل کے آگے دستر خوان بچھایا جاتا ہے وہ حسبِ ضرورت اور بقدرِ کفایت کھانا تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کر کے اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی یہ تقریبِ سعید' بدعتِ حسنہ ہے' جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا' اس لئے کہ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم' شان اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت پر فرحت وانبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد)

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لیے نعمتِ عظیم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہمارے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے تاہم شریعت نے نعمت پر اظہارِ شکر کا حکم دیا ہے اور مصیبت پر صبر وسکون کرنے اور اُسے چھپانے کا حکم دیا ہے اس لیے شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے کہ یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے شکر اور ولادت پر خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت جانور ذبح کرنے جیسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ نوحہ اور جزع وغیرہ سے بھی منع کر دیا گیا لہٰذا شریعت کے قواعد کا تقاضا ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی جائے نہ کہ وصال کی وجہ سے غم۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، الحاوی للفتاوی)

شیخ امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ (امام نووی کے شیخ)

(599ھ-665ھ/1202ء-1267ء)

آپ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

و من أحسن ما ابتدع فی زماننا ما کان یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی ﷺ من الصدقات و المعروف و اظهار الزینة والسرور فإن ذٰلك مع ما فیه من الإحسان للفقرآء مشعر بمحبة النبی ﷺ و تعظیمه فی قلب فاعله ذٰلك و شکر الله علی ما منّ به من ایجاد رسوله الذی أرسله ﷺ رحمة للعالمین (امام صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد سیرۃ خیر العباد ﷺ)

ترجمہ: ''ہمارے زمانے کی اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کئے جاتے ہیں۔ یعنی صدقات' بھلائی کے کام' زینت وسرور کا اظہار کیونکہ اس میں فقرا کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ اس بات کا شعار ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے جو اس نے رحمتہ اللعالمین کو پیدا فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔

حافظ شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ
(م 660ھ)

فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی (فی النار) بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ به فما حال المسلم الموحد من امة النبی ﷺ بمولده و بذل ما تصل الیه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما یکون جزاؤه من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم۔ (الحاوی للفتاوی، امام جلال الدین سیوطیؒ)

ترجمہ: جب ابولہب کافر کو جس کی مذمت میں قرآن پاک میں سورۃ نازل ہوئی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جزا نیک مل گئی (عذاب میں تخفیف) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے مسلمان موحد کا کیا حال ہوگا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں حسبِ طاقت خرچ کرتا

ہو' مجھے اپنی جان کی قسم! اللہ کریم ہے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضلِ عمیم سے جنتِ نعیم میں داخل فرمادے گا۔

حضرت امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ
(831ھ۔902ھ/1428ء۔1497ء)

❁ لم یفعله احد من السلف فی القرون الثلاثة و انما حدث بعد ثم لازوال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و بل یعتنون بقرابة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم۔ (فتاویٰ امام سخاوی)

ترجمہ: تینوں زمانوں میں سلف میں کسی نے میلاد (مروجہ) نہیں کیا' اس کے بعد شروع ہوا پھر ہمیشہ مسلمان ہر طرف اور بڑے شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور ان راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور میلاد شریف بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں' میلاد شریف کی برکت سے ان پر ہر قسم کا فضل ورحمت نازل ہوتی ہے۔

حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

❁ لازال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه الصلوة و السلام و یعملون الولائم ویتصد قون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقرآء مولده الکریم (انوار محمدیہ)

ترجمہ: ہمیشہ مسلمان ولادتِ پاک کے مہینہ میں محفلِ میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں' نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ
(510ھ-597ھ/1116ء-1201ء)

علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کثیر کتب کے مصنف ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من خواصه انه امان فی ذلك العام و بشری عاجلة نبيل البغية والمرادو اول من احدثه من الملوك الملك المظفر ابوسعيد صاحب اربل واتف له الحافظ ابن دحية تاليفا سماه التنوير فی مولد البشير النذير فاجرزه الملك المظفر بألف دينار وصنع الملك المظفر المولد وكان يعمله فی ربيع الاوّل و يحتفل به اختلافا ضائلا و كان شهما شجاعا بطلا عاقلا عالما عادلا و طالف مدته فی الملك اتی ان مان و هو محاصرا لفرنج بمدينة عكاسنة ثلاثين و ستمائة محمود السيرة و السيريرة۔ (سیرتِ نبوی)

ترجمہ: ''میلاد شریف کی ایک تاثیر یہ ہے کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے۔ بادشاہوں میں سے جس نے پہلے میلاد شریف شروع کیا وہ مظفر ابوسعید شاہِ اربل تھا' اس کیلئے حافظ ابنِ دحیہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "التنویر فی مولد البشیر النذیر" رکھا۔ بادشاہ نے اس کو ہزار دینار نذر کیے' بادشاہ مظفر نے میلاد کیا اور وہ ربیع الاوّل شریف میں میلاد کیا کرتا تھا اور اس میں عظیم الشان محفل منعقد کرتا تھا اور وہ ذکی' بہادر' دلیر' عقلمند' عالم اور عادل تھا۔ وہ سیرت اور عادت کا اچھا تھا۔ اس کا زمانہ حکومت طویل رہا یہاں تک کہ انگریزوں کا محاصرہ کرتے ہوئے 630 ہجری میں عکا شہر میں انتقال کر گیا۔ وہ سیرت و کردار کا اچھا تھا''۔

اس مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ شاہِ اربل ملک مظفر ابوسعید عالم عادل ہونے کے علاوہ مجاہد بھی تھا اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی' لہٰذا جن لوگوں نے انہیں بُرے کلمات سے یاد کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

آپ اپنی کتاب "بیان المیلاد النبوی ﷺ" میں تحریر فرماتے ہیں:

لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصرِ واليمن والشام وسائر بلاد العرب عن المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتمامًا بليغًا على السماع والقراة لمولد النبی ﷺ وينالون بذالك أجرًا جزيلًا وَ فوزًا عظيمًا ○

ترجمہ: مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن، الغرض مشرق تا غرب تمام بلادِ عرب کے باشندے ہمیشہ سے عید میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجرو کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔

حضرت ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کا قول

قال سبط ابن الجوزی فی مرآة الزمان حکی لی بعض من حقر سماط المظفر فی بعض المولد فذ کر انه عدفیه خمسة الاف راس غنم وعشرة الاف رجاجة و مائة الف زبدية و ثلاثين الف صحن حلوه و كان يحضر عنده فی المولد اعيان العلماء و الصوفية فيخلع عليهم ولطق لهم البحورو كان يصرف على المولد ثلثه مائة الف دينار ۔ (سیرتِ نبوی ﷺ)

ترجمہ: حضرت ابنِ جوزی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا جو ملک مظفر کے دسترخوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے کہ اس کے دسترخوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ پیالی مکھن اور تیس ہزار طباق حلوے کے تھے اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علما اور صوفی حضرات حاضر تھے ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا اور خوشبودار

چیزیں سلگا تا تھا اور میلادِ مبارک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ میلادِ مبارک میں فقط عوام ہی حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ مشاہیر علما اور اولیا بھی شرکت کرتے تھے۔

حضرت سیّد احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے مفتی رہے ہیں۔

❁ عمل المولد و اجتماع الناس له كذلك مستحسن ۔ (سیرتِ نبوی ﷺ)

ترجمہ: ''میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔''

❁ الموالد والاذكار التي تفعل عندنا اكثرها مشتمل على خير كصدقة و ذكر و صلوة و سلام على رسول الله ﷺ و مدحه۔

ترجمہ: ''محافلِ میلاد اور اذکار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، صلوٰۃ وسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی مدح پر۔''

شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(958ھ۔1052ھ/1551ء۔1642ء)

میلاد شریف کرنے والوں کیلئے اس میں سند ہے جو شبِ میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآنِ پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کو آزاد کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی میں بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے۔ (ماثبت مِن السنۃ فی ایام السنۃ)

❁ لا يزال أهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده و يعملون الولائم ويتصدقون فى لياليه بأنواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فى المبرّات و يعتنون بقرائة مولده الكريم (ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ)

ترجمہ: ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے اور دعوتیں کرتے ہیں اور اسکی راتوں میں صدقات، خیرات اور خوشی کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں اس موقع پر وہ ولادت باسعادت کے واقعات بیان کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(1174ھ/1762ء)

و کنت قبل ذلك بمكة المعظمة فی مولد النبی ﷺ فی یوم ولادته، و الناس یصلون علی النبی ﷺ و یذکرون إرهاصاته التی ظهرت فی ولادته و مشاهدة قبل بعثته فرأیت انوارًا سطعت دفعة واحدة لا أقول إنی أدرکتها ببصر الجسد ولا أقول أدرکتها ببصر الروح فقط والله اعلم کیف کان الأمر بین هذا و ذالك فتأملت تلك الأنوار فوجدتها من قبل الملائکة المؤکلین بأمثال هذا المشاهد و بأمثال هذه المجالس و رأیت یخالطه أنوار الملائکة أنوار الرحمة۔
(فیوض الحرمین)

ترجمہ: اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود وسلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ ﷺ کی ولادت کے موقعہ پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہوگئی۔ میں نہیں کہتا کہ میں نے یہ منظر صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا تھا، نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روحانی نظر سے دیکھا تھا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دو میں سے کون سا معاملہ تھا۔ بہرحال میں نے غور وخوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ

سے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہد میں شرکت پر مامور کیے جاتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمتِ باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو رہا تھا۔

حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد کاکوری رحمۃ اللہ علیہ
(1228ھ-1279ھ)

حرمین شریفین اور اکثر بلادِ اسلام میں عادت ہے کہ ماہِ ربیع الاوّل میں محفلِ میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکرِ مولود شریف کرتے ہیں اور اکثر درود پڑھتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکاتِ عظیمہ ہے اور سبب ہے زیادتِ محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔ بارھویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں یہ محفلِ متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ المکرمہ میں مکانِ ولادت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں۔ (تواریخ حبیب الہ)

حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
(1264ھ-1304ھ)

میلاد شریف بدعت ضلالت دو وجہ سے نہیں ہے۔ وجہ اوّل یہ ہے کہ میلاد کا مطلب یہ ہے کہ مقرر کوئی قرآن کی آیت یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث پڑھے اور اس کی تشریح میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل، معجزاتِ ولادت، نسب کے احوال اور وقتِ ولادت خوارقِ عادت جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ظاہر ہوئے بیان کرے، جیسا کہ اس کی تحقیق ابنِ حجر مالکی نے ''النعمتہ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم'' میں کی ہے ان کے علاوہ علمائے ماہرین نے کی ہے۔

یہ حقیقت یعنی میلاد شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

زمانہ میں موجود تھی اگرچہ یہ نام نہ تھا۔ فنِ حدیث کے ماہرین سے یہ پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مجالسِ وعظ اور تعلیمِ علم میں فضائل اور حالاتِ ولادتِ احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔ صحاح میں مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی مسجد شریف میں منبر شریف پر بٹھاتے تھے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کو نظم اور اشعار میں پڑھتے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حق میں دعائے خیر کرتے اور فرماتے: ''اے اللہ! روح اقدس سے ان کی تائید فرما۔'' دیوانِ حسان کے ناظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے قصائد میں معجزات اور ولادتِ پاک کے حالات اور نسب شریف کا ذکر موجود ہے' پس اس قسم کے اشعار کا پڑھنا کسی محفل و مجلس میں میلاد شریف ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ عبدالحی)

حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

(1233ھ-1317ھ)

علمائے ہند کے عظیم شیخ بالخصوص علما دیو بند کے مرشد، جن کے مریدین میں مدرسہ دیو بند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی' دارالعلوم دیو بند کے سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا محمود الحسن دیو بندی شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوئے اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ عید میلاد کے بارے میں فرماتے ہیں:

- ''مولد شریف تمام اہلِ حرمین کرتے ہیں اس قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور ہمارے علما اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتویٰ دے دیتے ہیں' علمائے ظاہر کیلئے علمِ باطن بہت ضروری ہے۔ بغیر اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔'' فرمایا: ''ہمارے علما مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں' تاہم علما جواز کی طرف بھی گئے ہیں' جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے''۔ (شمائم امدادیہ)
- مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ میلاد میں شریک ہوتا ہوں' بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا

ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

❁ جو لوگ میلاد کی محفل کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں خلافِ شرع کہتے ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

امام صدر الدین موہوب بن عمر الجزری رحمۃ اللہ علیہ
(590ھ-665ھ)

❁ امام صدر الدین موہوب بن عمر بن موہوب الجزری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذه بدعة لا بأس بها، ولا تُكره البِدع إلا إذا راغمت السُّنة، وأما إذا لم تراغمها فلا تُكرهُ ويُثاب الإنسان بحسب قصده في إظهار السرور والفرح بمولد النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وقال في موضع آخر: هذا بدعة، ولكنها بدعة لا بأس بها، ولكن لا يجوز له أن يسأل الناس بل إن كان يَعلمُ أو يغلب على ظنه أن نفس المسؤل تَطِيب بما يعطيه فالسؤال لذلك مباح أرجو أن لاينتهي إلى الكراهة. (صالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: یہ بدعت ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور بدعتِ مکروہ وہ ہے جس میں سنت کی بے حرمتی ہو۔ اگر یہ پہلو نہ پایا جائے تو (بدعت) مکروہ نہیں اور انسان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی حسبِ توفیق اور حسبِ ارادہ مسرت وخوشی کے اظہار کے مطابق اجر وثواب پاتا ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں: ”یہ بدعت ہے لیکن اس بدعت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لیے لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں اور اگر وہ یہ جانتا ہے یا اُسے غالب گمان ہے کہ اس کا سوال مسئول کی طبیعت پر گراں نہیں گزرے گا اور وہ خوشی سے سوال کو پورا کرے گا تو ایسی صورت میں یہ سوال مباح ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ عمل مبنی بر کراہت نہیں ہوگا۔“

امام ظہیر الدین جعفر التزمنتی رحمۃ اللہ علیہ
(م1283ء)

❁ اِمام ظہیر الدین جعفر بن یحییٰ بن جعفر التزمنتی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

هذا الفعل لم يقع فى الصدر الأول من السلف الصالح مع تعظيمهم وحبهم له إعظاماً ومحبة لا يبلغ جمعُنا الواحدَ منهم ولا ذرّة منه، وهى بدعة حسنة إذا قصد فاعلها جمع الصالحين والصلاة على النبى ﷺ وإطعام الطعام للفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب عليه بهذا الشرط فى كل وقت. (صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ)

محافلِ میلاد کے انعقاد کا سلسلہ پہلی صدی ہجری میں شروع نہیں ہوا اگرچہ ہمارے اسلاف صالحین عشقِ رسول ﷺ سے اس قدر سرشار تھے کہ ہم سب کا عشق و محبت ان بزرگانِ دین میں سے کسی ایک شخص کے عشقِ نبی ﷺ کو نہیں پہنچ سکتا۔ میلاد کا انعقاد بدعتِ حسنہ ہے، اگر اس کا اہتمام کرنے والا صالحین کو جمع کرنے، محفلِ درود و سلام اور فقرا و مساکین کے طعام کا بندوبست کرنے کا قصد کرتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ جب بھی یہ عمل کیا جائے گا موجبِ ثواب ہوگا۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
(1263ء-1328ء)

علامہ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحيم میں لکھتے ہیں:

✿ وكذلك مايحدثه بعض الناس، إما مضاهاة للنصارىٰ فى ميلاد عيسىٰ عليه السلام، وإما محبة للنبى ﷺ وتعظيمًا. والله قد يثيبهم على هذه المحبة والاجتهاد، لا على البدع من اتخاذ مولد النبى ﷺ عيدًا.

ترجمہ: اور اِسی طرح اُن اُمور پر (ثواب دیا جاتا ہے) جو بعض لوگ ایجاد کر لیتے ہیں، میلادِ عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ سے مشابہت کے لیے یا حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لیے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اس محبت اور اجتہاد پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ بدعت پر، اُن لوگوں کو جنہوں نے یومِ میلاد النبی ﷺ کو بطورِ عید اپنایا۔

اِسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فتعظیم المولد واتخاذه موسمًا، قد یفعله بعض الناس، ویکون له فیه أجر عظیم: لحسن قصده، وتعظیمه لرسول الله ﷺ کما قدمته لك أنه یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المؤمن المسدد.

ترجمہ: میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنالینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اِس میں اُن کے لیے اَجرِ عظیم بھی ہے کیونکہ اُن کی نیت نیک ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تعظیم بھی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک ایک اَمر اچھا ہوتا ہے اور بعض مومن اسے قبیح کہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
(1564-1624ء)

امامِ ربانی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ’’مکتوبات‘‘ میں فرماتے ہیں:

نفس قرآں خواندن بصوتِ حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است؟ ممنوع تحریف و تغیر حروفِ قرآن است، والتزام رعایۃ مقامات نغمہ و تردید صوت بآں، بہ طریق الحان باتصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح است۔ اگر بہ نہجے خوانند کہ تحریفِ کلمات قرآنی نشود...... چہ مانع است؟ (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی دفتر سوم)

ترجمہ: اچھی آواز میں قرآن حکیم کی تلاوت کرنے، قصیدے اور منقبتیں پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ ممنوع تو صرف یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور الحان کے طریق سے آواز پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی ناجائز ہے۔ اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں مذکورہ (ممنوعہ) اُمور نہ پائے جائیں تو پھر کون سا اَمر مانع ہے؟

اِمام علی بن ابراہیم الحلبی رحمۃ اللہ علیہ

اِمام نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر بن برہان الدین حلبی قاہری شافعیؒ نہایت بلند رتبہ عالم اور مقبول و مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ اُن کے مدلل علم کی وجہ سے اُنہیں امامِ کبیر اور علامۂ زماں کہا گیا ہے۔ اُن کے معاصرین میں سے کوئی ان کے پائے کا نہ تھا۔ آپ بہت سی بلند پایہ و مقبول کتب کے مصنف و شارح ہیں۔ آپ کی عظیم ترین کتاب سیرتِ طیبہ پر ''إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المامون'' ہے جو کہ ''السیرۃ الحلبیۃ'' کے نام سے معروف ہے۔ اُنہوں نے اس کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ کا میلاد شریف منانے پر دلائل دیتے ہوئے اِس کا جائز اور مستحب ہونا ثابت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

❁ والحاصل أن البدعة الحسنة متفق علی ندبها، وعمل المولد واجتماع الناس له كذلك أي بدعة حسنة.

ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ بدعتِ حسنہ کا جواز و اِستحباب متفقہ ہے (اس میں کوئی اختلاف نہیں) اور اِسی طرح میلاد شریف منانے اور اس کے لیے لوگوں کے جمع ہونے کا عمل ہے، یعنی یہ بھی بدعتِ حسنہ (جائز اور مستحب) اَمر ہے۔

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ
(م 1606ء)

نامور حنفی محدّث اور فقیہہ ''شرح الشفا'' اور ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' کے مصنف ملا علی بن سلطان ہروی قاری نے بھی میلاد النبی ﷺ پر ایک گراں قدر کتاب ''المورد الروی فی مولد النبی ونسبه الطاهر'' مرتب کی ہے۔ اِس میں میلاد النبی ﷺ کے جواز اور عالمِ عرب و عجم میں انعقادِ محافلِ میلاد کو اسلامی و تاریخی تناظر میں انتہائی مدلل انداز میں بیان کیا

ہے۔اِس کتاب میں ایک مقام پر ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وفی قولہٖ تعالیٰ: لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ (التوبۃ) إشعار بذلك وإيماء إلی تعظیم وقت مجیئه إلی هنالك. قال: وعلی هذا فینبغي أن يقتصر فيه علی مايفهم الشكر لله تعالی من نحو ماذكر. وأما ما يتبعه من السماع واللهو وغير هما فینبغي أن يقال ما كان من ذلك مباحًا بحيث يعين علی السرور بذلك اليوم فلا بأس بالحاقه. وما كان حرامًا أو مكروهًا فيمنع. وكذا ما كان فيه خلاف، بل نحسن في أيام الشهر كلها ولياليه يعني كما جاء عن ابن جماعة تمنيه فقد اتصل بنا أن الزاهد القدوة المعمر أبا إسحاق إبراهيم بن عبدالرحيم بن إبراهيم بن جماعة لما كان بالمدينة النبوية علی ساكنها أفضل الصلاة وأكمل التحيّة كان يعمل طعامًا في المولد النبوي ويطعم الناس ويقول: لو تمكنت عملت بطول الشهر كل يوم مولدًا.

قلت: وأنا لما عجزت عن الضيافة الصورية كتبت هذه الأوراق لتصير ضيافة معنوية نورية مستمرة علی صفحات الدهر غير مختصة بالسنة والشهر وسميته: بالمورد الروي في مولد النبي صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم.

ترجمہ: فرمانِ باری تعالیٰ ہے ”بے شک تمہارے پاس (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف لائے۔“ اس آیت میں یہی خبر و اشارہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کے وقت کی تعظیم بجالائی جائے اور اس لیے ضروری ہے کہ اظہارِ تشکر میں مذکورہ صورتوں پر اکتفا کیا جائے۔ جہاں تک سماع اور کھیل کود کا تعلق ہے تو کہنا چاہیے کہ اس میں سے جو مباح اور جائز ہے اور اس دن کی خوشی میں ممد و معاون ہے تو اُسے میلاد کا حصہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور جو حرام اور مکروہ ہے اس سے منع کیا جائے، یونہی جس میں اختلاف ہے، بلکہ ہم تو اس مہینے میں تمام شب و روز میں یہ عمل جاری رکھتے ہیں جیسا کہ ابن جماعہ نے فرمایا ”ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد، قدوہ، معمر ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن جماعہ جب مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تھے تو میلادِ

نبوی ﷺ کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے: اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفلِ میلاد کا اہتمام کرتا۔

میں کہتا ہوں: جب میں ظاہری دعوت وضیافت سے عاجز ہوں تو یہ اَوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ میری طرف سے یہ معنوی ونوری ضیافت ہو جائے جو زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ باقی رہے' محض کسی سال یا مہینے کے ساتھ ہی خاص نہ ہو اور میں نے اس کتاب کا نام ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ'' رکھا ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

۞ وقد رؤی أبو لهب بعد موته فی النوم، فقیل له: ما حالك؟ فقال: فی النار، إلا أنه خُفِّف عنّی كل لیلة اثنتین، فأمصّ من بین أصبعی هاتین ماء. وأشار إلی رأس أصابعه. وإن ذالك بإعتاقی لثوبیة عند ما بشّرتنی بولادة النبی ﷺ وبإرضاعها له.

ترجمہ: اور ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اُس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں' تاہم ہر پیر کے دن (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب) میرے لیے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خوشخبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(1054ھ۔1131ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد گرامی شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۞ كنت أصنع فی أیام المولد طعامًا صلة بالنبی ﷺ، فلم یفتح لی سنة من السنین شیء أصنع به طعامًا، فلم أجد إلا حمصًا مقلیًا فقسمته بین الناس، فرأیته

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین یدیه هذا الحمص متبهجًا بشاشًا ۔ (شاہ ولی اللہ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: میں ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا، لیکن ایک سال بوجہ غربت کھانے کا اہتمام نہ کر سکا تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔

برصغیر میں ہر مسلک اور طبقۂ فکر میں یکساں مقبول ومستند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے والدگرامی کا یہ عمل اور خواب بیان کرنا اِس کی صحت اور حسبِ استطاعت میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرتا ہے۔

حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ
(1652ء-1724ء)

شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ''تفسیر روح البیان'' میں لکھتے ہیں۔

۞ ومن تعظیمه عمل المولد إذا لم یکن فیه منکر۔ قال الإمام السیوطی قدّس سرہ: یستحب لنا إظهار الشکر لمولده علیه السلام۔ (اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان)

ترجمہ: اور میلاد شریف منانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے جب کہ وہ منکرات سے پاک ہو۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ہمارے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پر اظہارِ شکر کرنا مستحب ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(1745ء-1822ء)

خاندان شاہ ولی اللہ کے آفتابِ روشن شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

وبركة ربيع الأول بمولد النبى ﷺ فيه ابتداء وبنشر بركاته ﷺ على الأمة حسب ما يبلغ عليه من هدايا الصلوة والإطعامات معًا۔ (عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ)

ترجمہ: اور ماہِ ربیع الاوّل کی برکت حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا اُمت کی طرف سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اُتنا ہی آپ ﷺ کی برکتوں کا اُن پر نزول ہوتا ہے۔

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ
(1115ھ-1206ھ/1703ء-1791ء)

اہلِ حدیث مکتبہ فکر کے بانی شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مختصر سیرۃ الرسول ﷺ'' کی شرح کرتے ہوئے اُن کا بیٹا عبداللہ بن محمد اپنی کتاب ''مختصر سیرۃ الرسول ﷺ'' میں میلاد شریف کی بابت لکھتا ہے:

وأرضعته ﷺ ثويبة عتيقة أبي لهب أعتقها حين بشّرته بولادته ﷺ. وقد رؤى أبو لهب بعد موته في النوم، فقيل له: ما حالك؟ فقال: في النار، إلا أنه خُفّف عنّي كل اثنين، وأمصّ من بين أصبعي هاتين ماء- وأشار برأس أصبعه- وإن ذلك بإعتاقي لثوبية عندما بشّرتني بولادة النبى ﷺ وبإرضاعها له.

قال ابن الجوزي: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر الذي نزل القران بذمّه جُوزيَ بفرحه ليلة مولد النبى ﷺ به، فما حال المسلم الموحد من أمته يُسر بمولده. (عبداللہ، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

ترجمہ: اور ابولہب کی باندی ثوبیہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور جب اُس نے آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر سنائی تو ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا اور ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اُس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر سوموار کو (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلی کے اشارہ سے کہنے لگا کہ میری ان

دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب میرے لیے) اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

ابن جوزی کہتے ہیں: ”پس جب حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اَجر میں ہر شبِ میلاد اُس ابولہب کو بھی جزا دی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں (ایک مکمل) سورت نازل ہوئی ہے۔ تو آپ ﷺ کی اُمت کے اُس توحید پرست مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے۔“

شاہ احمد سعید مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(م 1860ء)

شاہ احمد سعید مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کی معروف علمی و روحانی شخصیت تھے۔ اُنہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہیں۔ آپ اپنے رسالہ ”إثبات المولد والقیام“ میں لکھتے ہیں:

❁ ایها العلماء السائلون عن دلائل مولد الشریف لنبینا وسیدنا ﷺ! فاعلموا أن محفل المولد الشریف یشتمل علی ذکر الآیات والأحادیث الصحاح الدالة علی جلالة قدره وأحوال ولادته ومعراجه و معجزاته ووفاته ﷺ۔ کلما ذکره الذاکرون وکلما غفل عن ذکره الغافلون. فإنکارکم مبنی علی عدم استماعه.

ترجمہ: ”ہمارے نبی و آقا ﷺ کے میلاد شریف کے دلائل کے بارے میں پوچھنے والوا ے علما! جان لو کہ محفلِ میلاد شریف ایسی آیات و صحیح احادیث کے بیان پر مشتمل ہوتی ہے جن میں آپ ﷺ کی کمالِ شان پر دلالت ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت، معراج، معجزات اور وصال کے واقعات کا بیان ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر کرنا ہمیشہ سے بزرگانِ دین کی سنت رہی ہے اور صرف غافلین نے آپ ﷺ کے ذکر سے غفلت برتی ہے۔ پس تمہارا انکار ہٹ

دھرمی پر مبنی ہے۔"

مولانا احمد علی سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ
(1297ھ)

مولانا احمد علی محدّث سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبند کے مشہور عالم ہیں اور میلاد شریف کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ إن ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله ﷺ بروايات صحيحة فی أوقات خالية عن وظائف العبادات الواجبات وبكيفيات لم تكن مخالفة عن طريقة الصحابة وأهل القرون الثلاثة المشهود لها بالخير وبالاعتقادات التي موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة التي هي مصداق قوله عليه السلام: ما أنا عليه وأصحابي وفي مجالس خالية عن المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة بشرط أن يكون مقرونًا بصدق النيّة والإخلاص واعتقاد كونه داخلًا في جملة الأذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت من الأوقات. فإذا كان كذلك لا نعلم أحد من المسلمين أن يحكم عليه يكونه غير مشروع أو بدعة۔ (سہارن پوری المہند علی المفند)

ترجمہ: سیّدنا رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایت سے ان اوقات میں جو عباداتِ واجبہ سے خالی ہوں' ان کیفیات سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان اہل قرونِ ثلاثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت (ﷺ) نے دی ہے' ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں' ان آداب کے ساتھ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت (ﷺ) کے ارشاد ما أنا عليه وأصحابي کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکراتِ شرعیہ سے خالی ہوں سببِ خیر و برکت ہے۔ بشرطیکہ صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکرِ حسن ہے' کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پس جو ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا۔

سیّد احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ
(1233ھ-1304ھ)

سیّد احمد بن زینی دحلان حسنی ہاشمی قریشی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ مکہ مکرمہ کے مفتی تھے اور اپنے معاصر علمائے حجاز میں بلند رتبہ پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ہر موضوع پر قلم اُٹھایا اور 35 سے زائد کتب و رسائل لکھے۔ آپ نے ''السیرۃ النبویۃ (1:53‘54)'' میں آئمہ وعلما کے اقوال نقل کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانے پر تو ایک کافر بھی جزا سے محروم نہیں رہتا‘ توحید پرست مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا۔ میلاد شریف منانے والے کے نیک مقاصد اور دلی خواہشات جلد پایہ تکمیل تک پہنچتی ہیں۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ
(م1307ھ)

اہلِ حدیث مکتبہ فکر کے نامور عالمِ دین نواب صدیق حسن خان بھوپالی میلاد شریف منانے کی بابت لکھتے ہیں:

❁ ''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکرِ حضرت (ﷺ) نہیں کر سکتے تو ہر اُسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں اِلتزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظِ سیرت وسمت ودل وہدیٰ و ولادت ووفات آنحضرت ﷺ کا کریں۔ پھر ایامِ ماہِ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور اُن روایات واخبار وآثار کو پڑھیں، پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔'' (بھوپالی‘ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریۃ: 5)

آگے لکھتے ہیں:

❁ ''جس کو حضرت (ﷺ) کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔'' (بھوپالی‘ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریۃ: 16)

حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

شاعرِ مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لیے مقدس کیے گئے ہیں ایک میلاد النبی ﷺ کا دن بھی ہے۔ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی و قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رُو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو اوہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اُسوۂ رسول ﷺ کو مدِ نظر رکھیں تا کہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں:

- پہلا طریق تو درود و صلوٰۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہو چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کے مواقع نکالتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا کہ اگر کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بہ آوازِ بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور فریقین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آ جاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اپنا اثر پیدا کرے۔
- پہلا طریق اِنفرادی دوسرا اجتماعی ہے۔ یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور آقائے دو جہاں ﷺ کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو' آپ ﷺ کی سوانح زندگی بیان کرے تا کہ ان کی تقلید کا ذوق وشوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لیے آج ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔
- تیسرا طریق اگرچہ مشکل ہے لیکن بہر حال اس کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ یادِ رسول ﷺ اس کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرورِ عالم ﷺ کے وجودِ مقدس سے ظاہر تھی' وہ آج بھی تمہارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے۔ (آثار اقبال۔ غلام دستگیر رشید)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
(1863ء-1943ء)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نامور عالمِ دیو بند تھے۔ آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ مجالسِ موالید پر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ ''میرا کئی سال تک یہ معمول رہا کہ یہ جو مبارک زمانہ ہے جس کا نام ربیع الاوّل کا مہینہ ہے، جس کی فضیلت کو ایک عاشق ملا علی قاری نے اس عنوان سے ظاہر کیا ہے:

لھذا الشھر فی الإسلام فضل منقبته تفوق علی الشھور
ربیع فی ربیع فی ربیع و نور فوق نور فوق نور

ترجمہ: اسلام میں اس ماہ کی بڑی فضیلت ہے اور تمام مہینوں پر اس کی تعریف کو فضیلت ہے۔ بہار اندر بہار اندر بہار ہے اور نور بالائے نور بالائے نور ہے۔

''تو جب یہ مبارک مہینہ آتا تھا تو میں حضور ﷺ کے وہ فضائل جن کا خاص تعلق ولادتِ شریفہ سے ہوتا تھا، مختصر طور پر بیان کرتا تھا مگر اِلتزام کے طور پر نہیں کیونکہ التزام میں تو علما کو کلام ہے۔ بلکہ بدوں اِلتزام کے دو وجہ سے:

ایک یہ کہ حضور ﷺ کا ذکر فی نفسہٖ طاعت و موجبِ برکت ہے۔

دوسرے اس وجہ سے کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم لوگ جو مجالسِ موالید کی ممانعت کرتے ہیں تو وہ ممانعت نفسِ ذکر کی وجہ سے نہیں۔ نفسِ ذکر کو تو ہم لوگ طاعت سمجھتے ہیں بلکہ محض منکرات و مفاسد کے انضمام کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے ورنہ نفسِ ذکر کا تو ہم خود قصد کرتے ہیں۔

یہ تو ظاہری وجوہ تھیں۔ بڑی بات یہ تھی کہ اس ربیع الاوّل زمانہ میں اور دنوں سے زیادہ حضور ﷺ کے ذکر کو جی چاہا کرتا ہے اور یہ ایک امرِ طبعی ہے کہ جس زمانہ میں کوئی امر واقع ہوا ہو اس کے آنے سے دل میں اس واقعہ کی طرف خود بخود خیال ہو جاتا ہے اور خیال کو یہ حرکت ہونا جب امرِ طبعی ہے تو زبان سے ذکر ہو جانا کیا مضائقہ ہے۔ یہ تو ایک طبعی بات ہے۔''

اِسی خطاب میں آگے ایک جگہ فرماتے ہیں:

''تو میرا جو معمول تھا کہ اس ماہِ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل بیان کیا کرتا تھا' وہ دوام کے حد میں تھا' التزام کے طور پر نہ تھا۔ چنانچہ چند سال تک تو میں نے کئی وعظوں میں فضائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا جن کے نام سب مقفی ہیں: النور' الظہور' السرور' الشذور' الحبور۔ وہاں ایک ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ اسی سلسلہ میں ہے مقفی نہیں۔ پھر کئی سال سے اس کا اتفاق نہیں ہوا کچھ اسبابِ طبعیہ ایسے مانع ہوئے جن سے یہ معمول ناغہ ہو گیا۔ نیز ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ اس معمول سے التزام کا خیال نہ کریں جو کہ خلافِ واقعہ ہے کیونکہ میرے اس معمول کی بڑی وجہ صرف یہ تھی ان ایام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل اور دنوں سے زیادہ یاد آتے تھے نہ کہ اس میں شرعی ضرورت کا اعتقاد یا عمل تھا۔''

فضل اور رحمت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سباق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآنِ مجید مراد ہے لیکن اگر ایسے معنی عام لیے جائیں کہ قرآن مجید بھی اس کا ایک فرد رہے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ وہ یہ کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدوم مبارک لیے جائیں۔ اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی اور ان میں قرآن بھی ہے' سب اس میں داخل ہو جائیں گی۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بنا پر اس آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود باجود پر خواہ وجودِ نوری ہو یا ولادتِ ظاہری' اس پر خوش ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے لیے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں۔ (دوسری عام نعمتوں کے علاوہ) افضل نعمت اور سب سے بڑی دولت ایمان ہے' جس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے۔ غرض اصل الاصول تمام مواد فضل و رحمت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات ہوئی۔ پس ایسی ذاتِ بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم

ہے۔'' (خطبات میلاد النبی ﷺ از مولانا اشرف علی تھانویؒ)

مولانا اشرف علی تھانوی کے مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اُن کا عقیدہ ہرگز مجالسِ میلاد کے قیام کے خلاف نہیں تھا۔ وہ صرف اِس کے لیے وقت معین کرنے کے حامی نہیں تھے۔ بہرحال میلاد شریف منانا اُن کے نزدیک جائز اور مستحب امر تھا۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
(1922ء)

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

❁ جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لیے میلاد النبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی اُمتی آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسبِ وسعت آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاویٰ)

علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ

حرمین شریفین کے علمائے کرام نے علمائے دیوبند سے اختلافی و اعتقادی نوعیت کے چھبیس (26) مختلف سوالات پوچھے تو 1325ھ میں مولانا خلیل احمد سہارن پوری (1269ھ-1346ھ) نے ان سوالات کا تحریری جواب دیا جو ''المھند علی المفند'' نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔ ان جوابات کی تصدیق چوبیس (24) نامور علمائے دیوبند نے اپنے قلم سے کی، جن میں مولانا محمود الحسن (م 1339ھ) مولانا احمد حسن امروہوی (م 1330ھ)، مفتی اعظم دار العلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن (م 1347ھ)، مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ) اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ ان چوبیس (24) علما نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ ''المھند علی المفند'' میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔

کتاب مذکورہ میں اکیسواں سوال میلاد شریف منانے کے متعلق ہے۔ اس کی عبارت ہے:

❁ أتقولون أن ذكر ولادته ﷺ مستقبح شرعًا من البدعات السيئة المحرمة أم غير ذلك؟

''کیا تم اس کے قائل ہو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر شرعاً قبیح سیئہ' حرام (معاذ اللہ) ہے یا اور کچھ؟''

علمائے دیوبند نے اس کا متفقہ جواب یوں دیا:

❁ حاشا أن يقول أحد من المسلمين فضلاً أن نقول نحن أن ذكر ولادته الشريفة عليه الصلاة والسلام، بل و ذكر غبار نعاله وبول حماره ﷺ مستقبح من البدعات السئية المحرمة۔ فالأحوال التى لها أدنى تعلق برسول الله ﷺ ذكر ها من أحب المندوبات وأعلى المستحبات عندنا سواء، كان ذكر ولادته الشريفة أو ذكر بوله و برازه و قيامه وقعوده و نومه و نبهته، كما هو مصرح فى رسالتنا المسماة بالبراهين القاطعة فى مواضع شتى منها۔

ترجمہ: حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ شریفہ کا ذکر بلکہ آپ ﷺ کے نعلین اور آپ ﷺ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعتِ سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم ﷺ سے ذرا سی بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے' خواہ ذکر ولادت شریف کا ہو یا آپ ﷺ کے بول و براز' نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ ''براہین قاطعہ'' میں متعدد جگہ بالصراحت مذکور ہے۔''

مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

❁ میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں شریف میں جلوس نکالنا بشرطیکہ

اس میں کسی فعلِ ممنوع کا ارتکاب نہ ہو یہ دونوں جائز ہیں ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیلِ شرعی ہونی چاہیے۔مانعین کے پاس اسکی ممانعت کی کیا دلیل ہے؟ یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔(فتاویٰ مظہری: ۴۳۵،۴۳۶)

شیخ محمد بن علوی المالکی المکی رحمۃ اللہ علیہ

بیشک میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی و مسرت سے عبارت ہے اور اس اظہارِ خوشی پر تو کافر نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ سوموار کے روز اس لئے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے کہ اس نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دینے کی بنا پر (اظہارِ مسرت کی وجہ سے) آزاد کر دیا تھا۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ (1947ء-2003ء) ہر سال باقاعدگی سے دو مرتبہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم الشان محافل منعقد کیا کرتے تھے۔ پہلی 12-13 اپریل اور دوسری ستمبر کے پہلے ہفتہ میں۔ ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے وسیع اور عالیشان لنگر (طعام) کا اہتمام کیا جاتا جو ہر خاص اور ادنیٰ کے لیے عام ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سارا سال جہاں بھی جاتے اور بیٹھتے وہیں محفلِ میلاد شروع ہو جاتی۔ ان محافل میں حمد و نعت، منقبت پڑھی اور شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی جاتی۔ محافلِ میلاد کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی کسی دوسرے موضوع پر محفل منعقد نہیں کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہماری خواہش ہے کہ ساری زندگی اپنے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و نعت سنتے

رہیں اور یہی ہماری زندگی ہے۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر زندگی فضول ہے۔ آپؒ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ بھائی نجیب! یہ جو ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اتنے لوگ ہماری پیروی کر رہے ہیں ہمارا احترام اور عزت کرتے ہیں، ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض تو احترام میں پاؤں تک کو بوسہ دینے لگتے ہیں یہ صرف اور صرف میرے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور ان کی غلامی کی وجہ سے ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟ مجھے نصیحت فرمائی کہ تم بھی گفتار میں، تحریر میں، تقریر میں جو بھی اللہ تعالیٰ ہنر عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اُن کے اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ اور دینِ حق کو ہی عام کرنے کی کوشش کرنا پھر دیکھنا اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

............☆☆☆............

باب پنجم

عالمِ اسلام میں جشنِ عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عالمِ اسلام میں خلافتِ عثمانیہ تک جشنِ عید ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑی عقیدت اور شان وشوکت سے منایا جاتا رہا ہے اس کے بعد جو آئے ان کے نزدیک تو ہر عمل جو اُن کو پسند نہ ہو' شرک ہے۔ خلافتِ عثمانیہ تک عالمِ اسلام میں منائی جانے والی عید میلا د النبی کی تقریبات کا حال مختصراً بیان کر رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

1۔ قَالَ السخاوی: و أما أهل مكة معدن الخير و البركة فيتوجهون إلى المكان المتواتر بين الناس أنه محل مولده و هو في "سوق الليل" رجاء بلوغ كل منهم بذالك المقصد و يزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قل أن يتخلف عنه أحد من صالح و طالح، و مقل و سعيد سيما "الشريف صاحب الحجاز" بدون توارٍ و حجاز قلت: الان سيماء الشريف لاتيان ذالك المكان ولا في ذالك الزمان، قال: وجود قاضيها و عالمها البرهاني الشافعي إطعام غالب الواردين و كثير من القاطنين المشاهدين فاخر الأطعمة والحلوى، و يمد للجمهور في منزله صبيحتها سماطًا جامعًا رجاء لكشف البلوى ، و تبعه ولده الجمالي في ذالك للقاطن والسالك، قلت: أما الآن فما بقي من تلك الأطعمة إلا الدخان، ولا يظهر مما ذكر إلا بريح الريحان، فالحال كما قال:

اما الخیام فإنها کخیامهم
وأری نساء الحي غیر نساءهم

امام سخاویؒ فرماتے ہیں کہ اہلِ مکہ خیر و برکت کی کان ہیں۔ وہ اس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت ہے۔ یہ سوق اللیل میں واقع ہے (متوجہ اس لیے ہوتے ہیں) تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے۔ یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد، سعید یا شقی اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے۔ خصوصاً امیر حجاز (شریفِ مکہ) بخوشی شرکت کرتے ہیں اور امیر حجاز (شریفِ مکہ) کی آمد پر اس جگہ ایک مخصوص نشان بنایا جاتا ہے پہلے زمانہ میں نہ تھا اور مکہ کے قاضی اور عالم "البرھانی الشافعی" نے بے شمار زائرین، خدام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور وہ (امیر حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لیے وسیع و عریض دسترخوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور مصیبت ٹل جائے اور اس کے بیٹے "الجمالی" نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔ میں کہتا ہوں ۔۔۔۔اب ان کھانوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے دھویں کے اور نہ ہی مذکورہ بالا اشیا میں سے پھولوں کی خوشبو کے سوا کچھ رہا۔ اب تو حال شاعر کے اس شعر کے مطابق ہے:

(خیمے تو ان کے خیموں کی طرح ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس قبیلے کی عورتیں ان عورتوں سے بہت مختلف ہیں)۔ (ملا علی قاری، المورد الروی فی مولد النبی: ۱۵)

2۔ صدیوں سے اہلِ مکہ جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے رہے ہیں۔ اس کی تفصیل یوں ہے:

یزار مولد النبیؐ المکانی فی اللیلۃ الثانیۃ عشر من شھر ربیع الاول فی کل عام فیجتمع الفقھاء والاعیان علی نظام المسجد الحرام والقضاۃ الاربعۃ بمکۃ المشرفۃ بعد صلاۃ المغرب بالشموع الکثیرۃ والمفروغات والفوانیس والمشاغل وجمیع المشائخ

مع طوائفهم بالاعلام الکثیرة و یخرجون من المسجد الی سوق اللیل و یمشون فیه الی محل مولد الشریف بازدحام و یخطب فیه شخص و یدعو للسلطنة الشریفة ثم یعودون الی المسجد الحرام و یجلسون صفوفا فی وسط المسجد من جهة الباب الشریف خلف مقام الشافعیة ویقف رئیس زمزم بین یدی ناظر الحرم الشریف و القضاة یدعو للسلطان و یلبسه الناظر خلعة و یلبس شیخ الفراشین خلعة ثم یؤذن للعشاء و یصل الناس علی عادتهم ثم یمشی الفقهاء مع ناظر الحرم الی الباب الذی یخرج منه من المسجد ثم یتفرقون، وهذا من اعظم مراکب ناظر الحرم الشریف بمکة المشرفة و یاتی الناس من البدو و الحضر و اهل جدة و سکان الاودیة فی تلک اللیلة و یفرحون بها (قطب الدین، الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام۔۱۹۶)

۱۲ ربیع الاوّل کی رات ہر سال با قاعدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائے ولادت کی زیارت کی جاتی۔ (تمام علاقوں کے) علما' فقہا' گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجدِ حرام میں اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں فانوس اور مشعلیں ہوتی ہیں (یہ مشعل بردار جلوس ہوتا ہے) سوق اللیل سے گذرتے ہوئے مولد النبی ﷺ (وہ مکان جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی) کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ وہاں لوگوں کا کثیر اجتماع ہوتا ہے کہ جگہ نہیں ملتی۔ پھر عالمِ دین وہاں خطاب کرتے ہیں تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی ہے اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجد حرام میں آ جاتے ہیں اور بابِ شریف کی طرف رُخ کر کے مقامِ شافعیہ کے پیچھے مسجد کے وسط میں بیٹھ جاتے ہیں اور رئیس زم زم حرم شریف کے اطراف کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ بعد ازاں قاضی بادشاہِ وقت کو بلاتا ہے اور حرم کا نگران اسکی دستار بندی کرتا ہے اور صفائی کرنے والوں کے شیخ کو بھی خلعت سے نوازتا ہے پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں اور پھر فقہا مسجد سے باہر جانے والے دروازے کی طرف آتے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز

دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

3۔ الجامع اللطیف میں مکہ مکرمہ میں جشنِ میلاد کے حوالے سے لکھا ہے۔

جرت العادة بمكة ليلة الثاني عشر من ربيع الاول في كل عام ان قاضي مكه الشافعي يتهياء لزيارة هذا المحل الشريف بعد صلاة المغرب في جمع عظيم منهم الثلاثلة القضاة و اكثر الاعيان من الفقهاء والفضلاء و ذوي البيوت بفوانيس كثيرة و شموع عظيمة و زحام عظيم و يدعي فيه للسلطان ولامير مكة و للقاضي الشافعي بعد تقدم خطبة مناسبة للمقام ثم يعود منه الى المسجد الحرام قبيل العشاء و يجلس خلف مقام الخليل عليه السلام بازاء قبة الفراشين و يدعو الداعي لمن ذكر انفًا بحضور القضاة و اكثر الفقهاء ثم يصلون العشاء و ينصرفون ولم اقف على اول من سن ذالك سألت مؤرخي العصر فلم أجد عندهم علماً بذالك (الجامع اللطیف فی فضل مکہ واہلہا و بناء البیت الشریف: ۲۰۱)

ہر سال مکہ شریف میں 12 ربیع الاوّل کی رات کو اہلِ مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے آئمہ، اکثر فقہا، فضلا اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہِ وقت، امیرِ مکہ اور قاضی شافعی (منتظم ہونے کی وجہ سے) کے لیے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجدِ حرام میں آجاتے ہیں مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں۔ اس میں بھی تمام قاضی اور فقہا شریک ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر الوداع ہو جاتے ہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں) مجھے علم نہیں کہ یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر مؤرخین سے پوچھنے کے باوجود اس کا علم نہیں ہو سکا۔

4۔ روزِ پیدائشِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔اس کو ''عید یومِ ولادت رسول اللہ'' کہتے ہیں۔اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔حرم شریف میں حنفی مصلے کے پیچھے مکلّف فرش بچھایا جاتا ہے۔شریف اور کمانڈر رحجاز مع سٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق پہنے ہوئے آکر موجود ہوتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جائے ولادت پر جاکر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔حرم شریف سے مولد النبی تک دو رویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔جائے ولادت اس روز بقعۂ نور بنی ہوتی ہے۔جاتے وقت اس کے آگے مولود خوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔۱۱ ربیع الاوّل بعد نمازِ عشاء حرم محترم میں محفلِ میلاد منعقد ہوتی ہے۔۲ بجے شب تک نعت، مولد اور ختم شریف پڑھتے ہیں اور رات مولد النبی مقامِ ولادتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں۔

۱۱ ربیع الاوّل کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاوّل کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپیں سلامی کے قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے۔ان دنوں میں اہلِ مکہ بہت جشن کرتے،نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالسِ میلاد منعقد کرتے ہیں۔(ماہنامہ ''طریقت'' لاہور)

5۔ ۱۱ ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اُٹھے جب حرم شریف کے مؤذن نے نمازِ عصر کے لیے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مبارک باد دینے لگے۔مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین (امیرِ مکہ) نے حنفی مصلے پر ادا کی۔نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسبِ دستور شریفِ مکہ کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔پھر تمام وزرا اور ارکانِ سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیانِ شہر بھی شامل تھے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامِ ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔یہ شاندار مجمع

نہایت انتظام واحتشام کے ساتھ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ قصرِ سلطنت سے مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک راستے میں دورویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشکِ جنت بنا ہوا تھا۔

زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرتِ احمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عالمِ سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کی اجازت نہیں دیتی تھی اور اس یومِ سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کیے ہوئے تھی۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیرِ خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالمِ انسانی کے اس انقلابِ عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی۔۔۔ آخر میں ایک مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس سے فارغ ہو کر سبھوں نے مقامِ ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی پھر واپس ہو کر حرم شریف میں نمازِ عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ میلاد سننے کے لیے جمع ہو گئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق واوصافِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان کیے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی 12 ربیع الاول کو ایک دن کے لیے بند کر دیئے گئے اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ (ماخوذ از اخبار ''القبلہ'' مکہ مکرمہ، ماہنامہ طریقت لاہور)

مندرجہ بالا عبارات ہمیں ماضی قریب کی یاددہانی کراتے ہیں جب مکہ مکرمہ میں جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوری عقیدت واحترام سے منایا جاتا تھا اور اتنا اہتمام کیا جاتا تھا جس کا تذکرہ کتب ورسائل میں محفوظ ہے لیکن یہی امت آج اس مقدس دن کے موقع پر جواز اور عدم جواز کی بحث میں پڑی ہوئی ہے۔ افسوس صد افسوس!!!!!

مدینہ منورہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولأهل المدينة . . . كثرهم الله تعالى به احتفال و على فعله إقبال و كان للملك المظفر صاحب "اربك" بذالك فيها اتم العناية و اهتمامًا بشأنه جاوز الغاية فأثنى عليه به العلامة ابو شامة أحد شيوخ النووى السابق فى الاستقامة فى كتابة الباعث على البدع والحوادث و قال مثل هذا الحسن: يندب اليه و يشكر فاعله و يثنى عليه. زاد ابن الجزرى: ولو لم يكن فى ذالك الا ارغام الشيطان و سرور اهل الإيمان. قال يعنى الجزرى : و إذا كان أهل الصليب اتخذوا ليلة مولد نبيهم عيدًا أكبر فأهل الإسلام أولى بالتكريم و أجدر (ملا علی القاری، المورد الروی فی مولد النبی: ۱۵،۱۶)

اہلِ مدینہ (اللہ ان کو کثیر کرے) بھی اس طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجا لاتے ہیں اور بادشاہ مظفر شاہ اربک اس معاملے میں بہت زیادہ توجہ دینے والا اور حد سے زیادہ اہتمام کرنے والا تھا۔ علامہ ابوشامہؒ (جو امام نووی کے شیوخ میں سے ہیں اور صاحبِ استطاعت بزرگ ہیں) اپنی کتاب ''الباعث علی البدع والحوادث'' میں اس اہتمام پر اس (بادشاہ) کی تعریف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ''اس طرح کے اچھے امور اس (بادشاہ) کو پسند تھے اور وہ ایسے افعال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتا تھا۔'' امام جزری اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گو ان امور کی بجا آوری سے صرف شیطان کی تذلیل اور اہلِ ایمان کی شادمانی و مسرت ہی مقصود ہو۔ آگے مزید فرماتے ہیں کہ جب عیسائی اپنے نبی کی شبِ ولادت کو بہت بڑے جشن کے طور پر مناتے ہیں تو اہلِ اسلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ ولادت پر بے پناہ خوشی و مسرت کا اظہار کریں۔

مصر اور شام میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فاکثرهم بذالك عناية اهل مصر والشام، ولسلطان مصر فی تلك الليلة من العام أعظم مقام، قال:ولقد حضرت فی سنة خمس و ثمانين و سبع مائة ليلة المولد عند الملك الظاهر برقوق رحمته الله . . . بقلعه الجبل العليه ، فرأيت ما هالنی و سرنی وما ساءنی و حررت ما أنفق فی تلك الليلة علی القراء و الحاضرين من الوعاظ والمنشدين و غيرهم من الأتباع والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة الآف مثقال من الذهب ما بين خلع و مطعوم و مشروب و مشموم و شموع و غيرها ما يستقيم به الضلوع، و عددت فی ذالك خمساً و عشرين من القراء الصيتين المرجو كونهم مثبتين، ولا نزل واحد منهم الا بنحو عشرين خلعة من السلطان ومن الأمراء الاعيان. قال السخاوی: قلت و لم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين ممن وفّقهم الله لهدم كثير من المناكير والشين و نظروا فی امر الرعية كألوالد لولده ، وشهروا أنفسهم بألعدل ، فأسعفهم الله بجنده و مدده . (ملّا علی القاری، المورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

محافلِ میلاد کے اہتمام میں اہلِ مصر اور اہلِ شام سب سے آگے ہیں اور سلطانِ مصر ولادت باسعادت کی رات ہر سال محفلِ میلاد منعقد کرنے میں بلند مقام رکھتا ہے۔ فرمایا کہ میں ۷۸۵ھ میں سلطان ظاہر برقوقؒ کے پاس میلاد کی رات الجبل العلیہ کے قلعہ میں حاضر ہوا۔ وہاں وہ کچھ دیکھا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور بہت زیادہ خوش کیا اور کوئی چیز مجھے بری نہ لگی۔ میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا جو بادشاہ نے اس رات قراء اور موجود واعظین ، نعت خواں (شعرا) اور ان کے علاوہ کئی اور لوگوں ، بچوں اور مصروف خدام کو تقریباً دس ہزار مثقال سونا، خلعتیں ، انواع واقسام کے کھانے ، مشروبات ، خوشبوئیں ، شمعیں اور دیگر چیزیں دیں جن کے باعث وہ اپنی معاشی حالت درست کر

سکتے تھے۔ اس وقت میں نے ایسے ۲۵ خوش الحان قراء شمار کیے جو اپنی مسحور کن آواز سے سب پر فائق رہے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سلطان اور اعیانِ سلطنت سے ۲۰ کے قریب خلعتیں لیے بغیر سٹیج سے اترا ہو۔ امام سخاوی کہتے ہیں کہ میرا موقف یہ ہے کہ مصر کے سلاطین جو حرمین شریفین کے خدام رہے ہیں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اکثر برائیاں اور عیوب ختم کرنے کی توفیق عطا کر رکھی تھی اور انہوں نے رعیت کے بارے میں ایسا ہی سلوک کیا جیسا والد اپنے بیٹے سے کرتا ہے اور انہوں نے قیامِ عدل کے ذریعے شہرت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں انہیں اپنی غیبی مدد سے نوازے۔

سپین میں عید میلاد النبی ﷺ

و أما ملوك الأندلس والغرب فلهم فيه ليلة تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعلام، فمن يليهم من كل مكان و علوا بين أهل الكفر كلمة الإيمان، وأظن أهل الروم لا يتخلفون عن ذالك اقتفاء بغيرهم من الملوك فيما هنالك.

(مُلّا علی القاری، المورد الروی فی مولد النبی:۱۴)

سلاطینِ اندلس اور شاہانِ بلادِ مغرب (یومِ ولادتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) رات کے وقت قافلے کی صورت نکلتے جس میں بڑے بڑے آئمہ وعلما شامل ہوتے، راستے میں جگہ جگہ سے لوگ ان کے ساتھ ملتے چلے جاتے اور یہ سب اہلِ کفر کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے۔ میرا گمان غالب ہے کہ اہلِ روم بھی ان سے کسی طرح پیچھے نہیں تھے اور وہ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح محافلِ میلاد منعقد کرتے تھے۔

برصغیر پاک و ہند میں جشنِ عید میلاد النبی ﷺ

الاحتفال فی بلاد الهند: وبلاد الهند تزید علی غیرها بکثیر کما اعلمنیه بعض

أولى النقد والتحرير ۔ و اما العجم فمن حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لأهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الكرام و للفقراء من الخاص والعام، و قرائات الختمات والتلاوات المتواليات والإنشادات المتعاليات و أنواع السرور و أصناف الحبور حتى بعض العجائز من غزلهن و نسجهن يجمعن ما يقمن بجمعه الاكابر والأعيان و بضيافتهن ما يقدرون عليه فى ذالك الزمان، و من تعظيم مشايخهم و علمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم أنه لا يأباه أحد فى حضوره، رجاء إدارك نوره و سروره۔ و قد وقع لشيخ مشايخنا مولانا زين الدين محمود الهمدانى النقشبندى قدس الله سره العلى أنه أراد سلطان الزمان و خاقان الدوران همايون بادشاه تغمده الله و أحسن مثواه أن يجتمع به و يحصل له المدد والمدد بسببه فأباه الشيخ، وامتنع أيضًا أن يأتيه السلطان استغناء بفضل الرحمٰن فألح السلطان على وزيره بيرم خان بأنه لا بد من تدبير للاجتماع فى المكان ولو فى قليل من الزمان، فسمع الوزير أن الشيخ لا يحضر فى دعوة من هناء و عزاء إلا فى مولد النبى عليه السلام تعظيمًا لذالك المقام، فأنهى إلى السلطان فأمره بتهيئة أسبابه الملوكانية فى أنواع الأطعمة والأشربة و مما يتمم به و يبخر فى المجالس العلمية، و نادى الاكابر والأهالى۔ و حضر الشيخ مع بعض الموالى فأخذ السلطان الإبريق بيد الأدب ومعاونة التوفيق والوزير أخذ الطشت من تحت أمره رجاء لطفه و نظره و غسلا يدا الشيخ المكرم و حصل لهما ببركة تواضعها ولرسوله صلى الله عليه وآله وسلم المقام المعظم والجاه المفخم ۔ (ملا علی القاری، المورد الروی فی مولد النبی: ۱۴، ۱۵)

بلادِ ہند (ہندوستان) میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تقریبات، جیسا کہ بلند پایہ نقاد، علما اور اہلِ قلم حضرات نے مجھے بتایا ہے، ہندوستان کے لوگ دوسرے ممالک کی نسبت بڑھ چڑھ کر ان مقدس اور بابرکت تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں اور عجم میں جونہی اس ماہِ مقدس اور بابرکت زمانے

کا آغاز ہوتا لوگ عظیم الشان محافل کا اہتمام کرتے جن میں قاری حضرات اور عوام وخواص میں فقرا منش لوگوں کے لیے انواع واقسام کے کھانوں کا انتظام کیا جاتا۔ مولود شریف پڑھا جاتا اور مسلسل تلاوتِ قرآن کی جاتی، باآوازِ بلند نعتیہ ترانے (قصیدے) پڑھے جاتے اور فرحت و انبساط کا متعدد طریقوں سے اظہار کیا جاتا حتیٰ کہ بعض عمر رسیدہ خواتین سوت کات اور بُن کر رقم جمع کرتیں جس سے اپنے دور کے اکابرین اور زعما کی حسبِ استطاعت ضیافت کرتیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس بابرکت ومکرم مجلس کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ اس دور کے علما ومشائخ میں سے کوئی بھی اس میں حاضر ہونے سے انکار نہ کرتا، یہ امید کرتے ہوئے کہ اس میں شریک ہو کر نور وسرور اور تسکینِ قلب حاصل کریں گے۔ ایک دفعہ شہنشاہِ دوراں، سلطانِ زماں، شہنشاہ ہمایوں (اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے اور اچھا ٹھکانہ دے) نے ارادہ کیا کہ وہ شیخ المشائخ زین الدین محمود ہمدانی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز کے ہمراہ مجلس منعقد کرے اور ان کے لیے (مالی) اعانت کا اہتمام کرے اور یہ مدد اس (بادشاہ) کے واسطہ سے ہو تو شیخ نے آنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ سلطان (شہنشاہ ہمایوں) کو اپنے پاس آنے سے بھی روک دیا کیونکہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ اس سے مستغنی تھے۔ بادشاہ نے اپنے وزیر بیرم خان سے اصرار کیا کہ اجتماع کی لازماً کوئی تدبیر کی جائے اگرچہ وہ محدود وقت کے لیے ہی ہو۔ وزیر نے سنا کہ شیخ محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں اور اسکے علاوہ کسی بھی خوشی یا غمی کی محفل میں شریک نہیں ہوتے۔ پس اس (وزیر) نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ شاہانہ کھانے اور مشروبات تیار کیے جائیں اور ایک مجلسِ علمی کے انعقاد کے تمام اسباب بہم پہنچائے جائیں۔ تمام اکابرین اور کارکنانِ سلطنت کو مدعو کیا تو شیخ اپنے بعض مریدین کے ساتھ تشریف لائے۔ سلطان نے نہایت ادب سے لوٹا پکڑا اور وزیر نے شیخ کی طرف لطف و کرم کی نظر کی امید کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں میں طشت اٹھائی۔ یوں دونوں نے شیخ کے ہاتھ دھلوائے۔ دونوں کو اللہ اور رسول کے حضور اپنی عاجزی وانکساری کی وجہ سے بڑا مقام ودرجہ حاصل ہوا۔

محدث علامہ ابنِ جوزیؒ اپنی کتاب ''بیان المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' میں فرماتے ہیں:

لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الأول ويهتمون اهتمامًا بليغًا على السماء والقرأة لمولد النبی ﷺ وينالون بذالك أجرًا جزيلًا وَ فوزًا اعظيمًا۔

مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن، الغرض مشرق تا مغرب تمام بلادِ عرب کے باشندے ہمیشہ سے عید میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجرو کامیابی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب عالمِ اسلام خلافت کی صورت میں متحد تھا تو خلافتِ عثمانیہ تک عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑی عقیدت واحترام اور شان وشوکت سے منائی جاتی رہی ہے اور جب عالمِ اسلام بکھر گیا تو اُمت بھی بکھر گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اُمت کو پھر سے متحد فرمائے اور قومیت وعصبیت کے گرداب سے نکال کر مسلم اُمت بنائے۔

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

............☆☆☆............

باب ششم

حاصلِ بحث اور پیغامِ حق

اس کتاب میں کی گئی تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ محبوبِ خدا کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا سب سے اعلیٰ عمل ہے اور یہ ہمارے اوپر فرض بھی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں سے ہیں جن کی اُمت میں شامل ہونے کے لئے تمام انبیا کرام اپنی نبوت چھوڑنے پر تیار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی دعا کرتے رہے۔ پھر کتنے افسوس' دکھ اور کرب کی بات ہے کہ ہم اپنی سالگرہ منائیں، اپنی بیوی کی سالگرہ منائیں، اپنی اولاد کی سالگرہ منائیں اور اپنی شادی کی سالگرہ منائیں' مذہبی اور سیاسی جماعتیں اپنے سالانہ اجتماع منعقد کر کے اپنے لیڈروں کی تعریفیں کریں۔ اپنی طاقت عوام کو دکھائیں جھنڈے لہرائیں' اپنی جماعت کا یومِ تاسیس منائیں' صد سالہ' پچاس سالہ قیام کا جشن منائیں، جلوس نکالیں، ہم اپنے ملک کی آزادی کا جشن منائیں' حکمران اپنی حکومتوں کی سالگرہ منائیں لیکن اعتراض ہو تو صرف میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منانے پر۔ تف ہے اس نظریہ کی پیروی کرنے والوں پر۔

ضد، انا اور تعصب چھوڑیئے' آئیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت اس شان سے منائیں جس شان کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مالک ہیں' سجدۂ شکر بجالائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی بنایا درود وسلام پڑھیں' نعت خوانی کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ رسالت اور حقیقتِ محمدیہ کو بیان کریں تاکہ شفاعت کے حقدار ٹھہریں اور اس

طرح سے نئی نسل بھی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرلے گی، عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متصف ہوگی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت وعشق ہی وجہ شفاعت ہے کیونکہ:

نال شفاعت سرورِ عالم چھُٹ سی عالم سارا ھُو

............☆☆☆............

لفظ میلاد ''ولادت'' سے ہے اور عید سے مراد خوشی ہے اور عید میلاد النبی ﷺ سے مراد حضورِ اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا ہے۔ کچھ لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں اس بنا پر کہ یہ حضورِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں منائی گئی۔ اس طرح بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کہ حضورِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود نہیں تھیں بعد میں اجماع سے عمل میں آئیں لیکن **سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن** مدظلہ الاقدس نے اپنی اس تصنیفِ لطیف میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ولادتِ نبوی ﷺ کی خوشی نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منائی بلکہ دورِ نبوت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی عید میلاد النبی ﷺ منائی گئی۔ میلادِ مصطفیٰ ﷺ یا جشنِ عید میلاد النبی ﷺ سے مراد فقط یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ذکرِ پاک کرنا اور شریعتِ مطہرہ کے روشن پہلوؤں کو بیان کرنا، آپ ﷺ کے کمالات اور درجات کا بیان، آپ ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ کرنا، حقیقتِ محمدیہ کا تذکرہ کرنا، لوگوں کو شریعتِ مطہرہ سے آگاہ کرنا اور آپ ﷺ کی شان میں نعت خوانی کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا۔ سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے عشق و محبت میں ڈوبی تحریر کو تحقیقاتی شکل دیتے ہوئے تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے تقریباً چالیس اوّلین و آخرین فقہا، محدثین اور امامین کی عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر رائے درج کی ہے۔ اس کے علاوہ حالتِ قیام میں حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کے متعلق اکابر محدثین، فقہا کی رائے بھی درج کی ہے۔ اس کے علاوہ تاریخی پس منظر میں اوّلین زمانے سے اب تک جغرافیائی لحاظ سے منائی جانے والی عید میلاد النبی ﷺ کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ، علمائے کرام اور طالبانِ حق کے لئے ایک نادر اور نایاب تحفہ۔

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر

= سلطان الفقر ہاؤس =

4-5/A ۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ والا ہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: +92-42-35436600 Cell: +92 322 4722766
- www.sultan-bahoo.com
- www.sultan-ul-arifeen.com
- www.sultan-ul-faqr-publications.com
- E-mail: sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

ISBN: 978-969-9795-86-2



Rs. 250.00

حقیقت عید میلاد النبی ﷺ

تصنیف و تالیف

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس